پھول نرگس کے ملے تازہ وشاداب مجھے عین موسم میں ملا تحفۂ نایاب مجھے

# پیام رساں اُمت

محمد اشرف خان ایم۔اے
صدر شعبۂ عربی، اسلامیہ کالج، پشاور

ناشر: ادارۂ اشرفیہ عزیزیہ

اشاعت: باردوم

سالِ اشاعت: سنہ ۲۰۱۰ء

تعداد: ۵۰۰

قیمت:

ملنے کا پتہ: پوسٹ آفس بکس نمبر 1015، یونیورسٹی کیمپس، پشاور

# فہرست


| | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۔ | فہرست عنوانات | ۳ |
| ۲۔ | پیش لفظ | ۵ |
| ۳۔ | دیباچہ | ٦ |
| ۴۔ | امت محمدیہ امت مبعوثہ ہے | ۸ |
| ۵۔ | امت کا فریضہ | ۸ |
| ٦۔ | صحابہ کا نمونہ | ۱۲ |
| ۷۔ | ہر صحابی داعی تھا | ۱۳ |
| ۸۔ | امت عزلت وقعود کی زندگی نہیں گزار سکتی | ۱۷ |
| ۹۔ | دعوت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت | ۱۹ |
| ۱۰۔ | امت کا خصوصی طرزِ تربیت | ۲۱ |
| ۱۱۔ | شخصی مسئولیت | ۲۴ |
| ۱۲۔ | امت کے دو گروہ | ۲۷ |
| ۱۳۔ | علماء اور داعیان حق کا طبقہ | ۲۸ |
| ۱۴۔ | عامۃ المسلمین کا طبقہ | ۳۰ |
| ۱۵۔ | دونوں طبقات کی دینی ذمہ داریاں | ۳۲ |
| ۱٦۔ | موجودہ دور میں ہر دو طبقات کیا کر سکتے ہیں؟ | ۳۴ |
| ۱۷۔ | موجودہ دینی انحطاط اور اس کا بڑا سبب | ۳٦ |
| ۱۸۔ | امت کا سب سے اہم واقدم مسئلہ | ۳۸ |


MUJAHID.XTGEM.COM

| | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۹۔ | دوسرا اہم مسئلہ فتنہ مغرب کا مقابلہ | ۴۰ |
| ۲۰۔ | فتنہ مغرب، اسلام اور مسلمان | ۴۱ |
| ۲۱۔ | مسلمانوں کے ایک طبقے پر مغربی اثرات | ۴۳ |
| ۲۲۔ | عصرِ حاضر کے لادینی علوم کا مقابلہ | ۴۳ |
| ۲۳۔ | تجدیدِ ایمان ویقین | ۴۵ |
| ۲۴۔ | دینی معیاری لٹریچر کی ضرورت | ۴۶ |
| ۲۵۔ | نظام تعلیم میں اصلاح کی ضرورت | ۴۷ |
| ۲۶۔ | اسلامی تربیتی دارالاقامے | ۴۸ |
| ۲۷۔ | عیسائی مشنریوں کا خطرہ اور اس کا علاج | ۴۹ |
| ۲۸۔ | غیرممالک میں دعوت کے تقاضے | ۵۰ |
| ۲۹۔ | مبلغین کی تربیت اوران کے اوصاف | ۵۳ |
| ۳۰۔ | مستقل تبلیغی اداروں کی ضرورت | ۵۴ |
| ۳۱۔ | اسلامی دعوتی لٹریچر کی ضرورت | ۵۶ |
| ۳۲۔ | کفرواسلام کا فیصلہ کن معرکہ درپیش ہے | ۵۷ |

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وآلہ اصحابہ اجمعین

## پیش لفظ

(ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہٗ)

بندہ کے شیخ ومربی جناب حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ سابق پروفیسر و صدر شعبۂ عربی، پشاور یونیورسٹی کی کتاب 'پیام رساں امت' عرصہ دراز پہلے چھپی اور ناپید ہوگئی۔ حضرت کے مرید فلائیٹ لیفٹننٹ بشیر صاحب جو سید سلیمان ندوی پبلک سکول پبی کے بانی ہیں نے اس کی اشاعت کی فکر فرمائی۔ بشیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا اشرف صاحبؒ کی دعا اور دم کی برکت سے (Nasopharygeal Carcinoma Grade III) سے شفا عطا فرمائی تھی اس لئے انہیں حضرتؒ کے سلسلے سے خاص مناسبت ہے۔

حضرت مولانا اشرف صاحبؒ ایک عرصہ دراز تک حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی دینی تحریک میں چلے اور بے پناہ قربانیاں دیں۔ مولانا الیاسؒ کے صاحبزادے وخلیفہ حضرت مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ (تبلیغی جماعت کے دوسرے امیر) نیز مولانا انعام الحسن صاحبؒ مولانا الیاسؒ کے خلیفہ (تبلیغی جماعت کے تیسرے امیر) کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ زیرِ نظر رسالہ اسی تحریک کا ایک لائحہ عمل تھا، جسے کُل پاکستان مؤتمرِ علومِ اسلامیہ جامعہ پشاور کے اجلاس میں مارچ ۱۹۶۴ء میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ مضمون اُس مؤتمر کا انتہائی جاندار مضمون تھا جس نے سب دانشوروں کو ہلا کر رکھ دیا۔

بندہ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۹۵ء تیس سال حضرت مولانا اشرف صاحبؒ کے ساتھ رہا۔ اس سے بھی دس سال پہلے یعنی ۱۹۵۵ء سے لے کر ۱۹۹۵ء تک چالیس سال کے طویل عرصہ پر محیط حضرت نے اس تحریر کے مطابق ایک عملی فضا پشاور یونیورسٹی میں کامیاب قائم فرمائی، جو انتہائی کامیاب ہوئی اور اس کے نتیجے میں لاتعداد طلبا واساتذہ اسلامی زندگی کے رنگ میں رنگے گئے۔ یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ لوگ عالمی سطح پر جانے آنے والے ہوتے ہیں اس لئے اس فضا کے اثرات پوری دنیا بشمول عرب ممالک، برطانیہ، جرمنی، امریکہ، کینیڈا پر پھیلے۔ یوں آپ نے اپنی تحریر کو عالمی تحریک بنایا اور پورے عالم کو متاثر کیا۔

# دیباچہ

آئندہ صفحات میں جو مقالہ ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے وہ کل پاکستان موتمر علوم السلامیہ پشاور کے تیسرے اجلاس (منعقدہ ۲۸۔۲۹۔۳۰ مارچ ۱۹۶۴ء) کے لئے لکھا گیا۔ اور اس کے شعبۂ دعوت و ارشاد میں دینی دعوت اور اس کے تقاضے کے عنوان سے پیش کیا گیا تھا۔ اب اس کا نام 'پیام رساں امت' رکھتا ہوں کہ مختصر ہے اور مقالہ کے مقاصد سے مطابقت رکھتا ہے۔ مقالہ تبلیغی مقاصد کے پیش نظر لکھا گیا ہے اور مقالہ نگار کا مدعا ان چند اہم حقائق اور بنیادی ملی مسائل کا اظہار ہے جن سے امت محمدیہ دینی لحاظ سے دوچار ہے۔ ہیچ مداں سمجھتا ہے کہ آج امت اسلامی نقطہ نظر سے جس دینی زوال کا شکار ہے اس کا سبب چند اہم اساسی و بنیادی مقاصد کی بجا آوری میں من حیث الامۃ کوتاہی اور غفلت ہے۔ اسلام کا تقاضا امت مسلمہ سے اتنا ہی نہیں کہ وہ خود انفرادی و اجتماعی لحاظ سے دین کے جزو و کل پر عمل پیرا ہو بلکہ اس کا اپنے پیروکاروں سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ وہ ہر حال میں دین کے داعی و پیام رساں ہوں۔ ان کا اسوہ، افکار و نظریات اعمال و اخلاق، غرض پوری زندگی دعوت کی پرتاثیر زبان ہو اور ان کی پیہم محنت و مشقت، سعی و کوشش اسلام کے اپنانے اور پھیلانے میں صرف ہو رہی ہو، غرض مسلمان کا حرکت و سکون، تکلم و سکوت دعوت ہو۔ آج امت کے ضعف و اضمحال کا سبب امت کا اپنے مقصد بعثت سے تغافل اور اس کے لئے جہد و محنت سے گریز و فرار اور دینی شعور، فکر صلاح و اصلاح تبلیغی حاسہ اور داعیانہ مزاج کی کمزوری و فقدان ہے۔ آج اگر امت میں یہ جذبہ و داعیہ پیدا ہو جائے کہ اس کا مقصد دین کا حامل بننا اور پیمبرانہ اخلاق و نمونہ اور دعوت سے پورے عالم کو مسلمان بنانے کی کوشش کرنا ہے تو امت کی بگڑی بن جائے۔ زیرِ نظر مقالہ میں امت کی بعثت و مقام دعوت پر اجمالی گفتگو کی گئی ہے اور اس کی ذمہ داریوں کی نشاندہی کی طالبعلمانہ کوشش کی گئی ہے۔ دوسرا مسئلہ امت پر فتنہ مغرب کی مہلک، عالمگیر اور ہمہ گیر اثرات کا ہے۔ گو اس کا مقابلہ ظاہراً کتنا ہی مشکل نظر آتا ہو، امت مسلمہ نے بہرصورت کرنا ہے موجودہ تعلیم کے مضر پہلوؤں سے کس طرح بچا جائے، نسلِ نو کی تربیت کے لئے دارالاقاموں کی ضرورت مبلغین کی تربیت وغیرہ

عنوانات بھی مقالہ میں آ گئے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عاجز کی اس ادنیٰ کوشش کو قبول فرمائے اور امت کو اپنے انفرادی واجتماعی فرائض کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

ہیچ میرز و ہیچ مدان

محمد اشرف خان صدر شعبہ عربی،

اسلامیہ کالج پشاور۔

۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ (۲۴ مئی ۱۹۶۴ء)

# بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

**الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ**

## دینی دعوت اور اس کے تقاضے

امت محمد یہ امت مبعوثہ ہے:

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کا آخری پیام انسانیت کے نام لے کر آئے، اور آپ کے نائب وجوارح کی حیثیت سے آپ کی امت کو اس پیغام کا حامل وداعی بنایا گیا، اور دعوتی ملت کے وجود وقیام وبقا کو اسلام کی دعوت وجہد ومحنت کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔ امتِ محمد یہ مرحومہ امتِ مبعوثہ ہے۔ جس کا مقصد وعالم میں برپا کئے جانے کا مدعا دعوت الی الخیر، امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔ نصوص قرانی اور احادیثِ کثیرہ اس حقیقت پر شاہد ہیں۔ آیہ کریمہ:

"**کنتم خیر امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون بااللّٰہ**" (آل عمران۔۱۱۰)

ترجمہ : (تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لئے نکالی گئی ہے، تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو، اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو)

اس بعثت کا اعلان ہے۔

## امت کا فریضہ:

مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس امت کا بہترین وخیر امت ہونا اس کے داعیانہ مقام اور آمر بالمعروف وناہی عن المنکر ہونے کی حیثیت سے ہے، بقول امام فخرالدین رازی :

"**صِر تم خیر امۃِ بسبب کو نکم امرین باالمعروف وناھین عن المنکر**" (تفسیر ابن کبیر ج ۳ ص ۲۶)

ترجمہ:۔ تمہیں خیر امت تمہارے نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والا ہونے کے سبب سے بنایا گیا ہے) حضرت محمد ﷺ کو ارشاد ہوتا ہے:۔

”قل ھذہ سبیلی ادعو ا الی اللّٰہ علیٰ بصیرۃ انا و من اتبعنی“

(یوسف ۔۱۰۸)

ترجمہ: اے محمدؐ ! کہہ دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے، میں (لوگوں کوتوحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں، کہ میں دلیل پر قائم ہوں، میں بھی اور میری فرمانبرداری کرنے والے بھی۔

علامہ ابوبکر جصاص رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں

”فیہ بیان انہٗ مبعوث بدعاء الناس الی اللّٰہ عزو جل علی بصیرۃ من امرہ کانہ یبصر بعینہ و ان من اتبعہ فذلک سبیلہ فی الدعاء الی اللّٰہ عز وجل و فیہ الدلالۃ علی ان المسلمین دعاء الناس الی اللّٰہ تعالیٰ کما کان علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذلک“ (احکام القرآن ۳ ص۲۲۰)

ترجمہ: اس آیت میں بیان ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کیلئے مبعوث کئے گئے ہیں اس طرح کہ آپ ﷺ اپنی دعوت (ودین) کے بارے میں پوری بصیرت وروشنی رکھتے ہیں۔ گویا اس کی (حقانیت وحقیقت) کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور جو آپ ﷺ کا متبع ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف اسی بصیرت سے بلاتا ہے، یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مسلمان بھی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اسی طرح بلانے والے ہیں، جیسے کہ نبی پاک ﷺ پر یہ ذمہ داری تھی۔

مفسر ان ابن کثیر لکھتے ہیں ”یقول اللّٰہ تعالیٰ لرسولہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم والی الثقلین الجن والا نس اٰمراً لہ ان یخبر الناس ان ھذہ سبیلہ ای طریقتہ ان لا الٰہ الا اللّٰہ لا شریک لہ یدعو االی اللّٰہ بھا علیٰ بصیرۃ من ذلک ویقین وبرھان و کل من اتبعہ یدعو ا الیٰ ما دعا الیہ رسو ل اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ بصیرۃ و یقین وبرھان عقلی وشرعی“ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص۴۹۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے ثقلین (یعنی) جن وانس کی طرف مبعوث رسول اللہ ﷺ کو حکم فرماتے ہے کہ لوگوں کو خبر دے دیجئے کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی شہادت کی طرف دعوت ہی ان کا راستہ، طریقہ، مسلک اور سنت ہے، اس شہادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس پر دلیل وبصیرت، یقین، و

برہان رکھتے ہوئے بلاتا ہوں، اور ہر وہ شخص جوان کا متبع ہے، اسی بات کی طرف بصیرت و یقین کے ساتھ دعوت دیتا ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی ہے۔

گویا آپ ﷺ کے اتباع کا لازمہ آپ ﷺ کی طرح یقین و بصیرت کے ساتھ دعوت اللہ میں مشغول ہونا ہے۔ اسی ذمہ داری کے پیش نظر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تربیت اس داعیانہ طرز پر فرمائی تھی کہ امت دین کی حامل اور داعی بن کر اللہ تعالیٰ کے پیام کو آپ نیابت میں قیامت تک پورے عالم کو پہنچاتی رہے۔ بقول علامہ ابن حیان الاندلسی کے "پوری دنیا کو خیر کی، کفار کو اسلام کی اور نافرمانوں کو اطاعت کی دعوت دیتی رہے" (البحر المحیط جلد ۳ ص ۲۰) امت کے اس داعیانہ منصب و حیثیت کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ؒ حضرت سید الملۃ سید سلیمان ندوی ؒ اور بعض دیگر علماء نے حضور ﷺ کی بعثتِ ثانیہ قرار دیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت، عالمگیر و دائمی بعثت، قرآن کی ہدایت کا منطقی لازمہ ہی یہی تھا کہ آپ ﷺ سے فیض پا کر، آپ ﷺ کی ہدایات و تعلیمات کو اپنا کر، آپ ﷺ کے جوارح اور نائب کی حیثیت سے ہمیشہ دعوت کا فریضہ انجام دیتی رہے، اور جملہ اقوام و ملل کا رشتہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین و احکام سے استوار کرتی رہے، تا کہ قیامت تک دعوت کا الٰہی نظام قائم و دائم رہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کا یہ بلیغ فقرہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ "**الا لیبلغ شاھد کم غائبکم لا نبی بعدی ولا امۃ بعد کم**" (البدایۃ والنہایۃ بحوالہ البزار ج ۵ ص ۲۰۲)

ترجمہ: تم میں جو حاضر ہیں غائب تک (میرا پیام) پہنچا دیں، کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔

صحیح بخاری و جامع ترمذی کی ایک روایت میں آپ ﷺ کا قول "**فلیبلغ الشاھد الغائب**"، نقل کر کے اس کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اثر بیان کیا گیا ہے" **فوالذی نفسی بیدہ انھا لوصیۃ الی امتہ** "(صحیح بخاری باب خطبۃ ایام المنیٰ، البدایۃ والنہایۃ ج ۵ ص ۱۹۳ بحوالہ ترمذی حدیث حسن صحیح)

ترجمہ:۔ (خدا کی قسم یہ کلمات حضور ﷺ کی اپنی امت کو وصیت تھی) بعض روایات میں

http://mujahid.xtgem.com

اس حدیث کے آخر میں کچھ اور کلمات نقل کئے گئے ہیں۔" **فان الشاھد عسیٰ ان یبلغ من ھوا وعی له منه** " (ممکن ہے حاضر العلم شخص اس شخص تک اس کو پہنچا دے جو زیادہ اس علم کو سنبھالنے اور حق ادا کرنے والا ہو) صحیح بخاری باب قول النبی ﷺ **رُبَّ مبلغ اوعیٰ من سامع** ) اس مفہوم کی روایت ترمذی ج ۲ ص ۹۰، ابوداؤد ج ۲ ص ۱۵۹، اور ابن ماجہ ص ۲۱ وغیرہ میں بھی ہیں۔ گویا یہ بتایا جارہا ہے کہ کم علم والے زیادہ علم وسمجھ والوں تک بھی دین کی بات پہنچانے میں شرم و دریغ نہ کریں کہ دین کی سرسبزی وشادابی اسی تبلیغ پر موقوف ہے، اسی مناسبت سے ارشاد ہے۔

" **نضر الله امراءِ سمع منا شیئا فبلغه کما سمعه** "

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۹۵)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز وشاداب رکھے جس نے ہم سے (دین کی) کوئی بات سنی پھر اسی طرح اسے دوسرے تک پہنچادیا) اس بات کے پہنچانے میں علم کثیر کی ضرورت نہیں بلکہ ہدایت ہے۔ " **بلغو عنی ولو آیة** " (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۱، ترمذی ج ۲ ص ۹۱)

ترجمہ: (دوسروں تک پہنچاؤں خواہ مجھ سے ایک آیت ہی (تم تک) پہنچی ہو)

آپ ﷺ نے وفد عبدالقیس کو فرمایا:۔" **احفظو و اخبرو به من ورائکم** " (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵)

ترجمہ: (جو ہدایات تمہیں دی ہیں) انہیں یاد رکھو اور جو تمہارے پیچھے (تمہاری قوم ہے) اسے اس کی خبر پہنچادو۔) حضرت علیؓ کو خیبر میں جھنڈا عنایت کرتے ہوئے فرمایا:

" **ادعھم الیٰ الاسلام و اخبر ھم بمایجب علیھم فواللہ لان یھدی بک واحد خیرلک من حمر النعم** " (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۱۳)

ترجمہ:۔ انہیں اسلام کی طرف بلاؤ (اور اگر اسلام قبول کرلیں) تو انہیں ان احکام کی خبر دے جو ان پر واجب ہیں، پس اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر تیرے وجہ سے ایک شخص بھی ہدایت پا گیا تو تیرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت ابن سعد الساعدی کو بھی اسی طرح کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۵۹) استقصا مقصود نہیں، کتاب وسنت کے دفاتر امت کے اس دعوتی منصب اور اس کے متعلقہ فرائض

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

کے احکام وفضائل سے گرانبار( بھرے ہوئے ) ہیں،ان تعلیمات کا حاصل امام رازی کے موجز الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے۔

'' کو نوا امة دعاة الی الخیر اٰ مرین باالمعروف ناھین عن المنکر ''

(تفسیرکبیر ج ۳ ص ۱۹)

ترجمہ: ہو جاؤ تم ایک امت بھلائی کی دعوت دینے والی ، نیکی کا حکم کرنے والی ، برائی سے روکنے والی۔

## صحابہ کا نمونہ:

انہیں ہدایات کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام ؓ میں ہر شخص امت کی بعثت کا مُقر اوراس سے پیدا شدہ تقاضوں کا داعی تھا،ان کا اسوہ اور کارنامے امت کی دعوتی حیثیت کا ایک نا قابلِ انکار وبیّن ثبوت ہیں۔ تاریخ وطبقات اور رجال کی کتابیں صحابہ کی اس دعوتی زندگی سے پر شور ہیں۔ان میں ہرفرد امت کی بعثت کا اعتراف واعلان علیٰ روس الاشھاد کرتا تھا،جعفرابن ابی طالب نے نجاشی کے دربار، میں نعمان ابن مقرن نے کج کلاہِ ایران یزدگر کے سامنے اور مغیرہ ابن شعبہ نے رستم کو مسلمانوں کے سفراء کی حیثیت سے امت کے منصبی مقام کے متعلق جو کچھ بیان کیا،وہ اس دعویٰ کی بین دلیل ہے۔ربعی ابن عامر ؓ نے ایرانی سپہ سالار رستم کو اس بارے میں جو کہا تھا،آج بھی ہر مسلمان کے لئے منشورِ ہدایت ہے فرمایا :

'' اللّٰہ ابتعثنا لنخرج من شاء من عبادة العباد الیٰ عبادة اللّٰہ و من ضیق الدنیا الیٰ و سعتھا و من جور الا دیان الی عد ل الا سلام فارسلنا بدینہ الیٰ خلقہ لندعوھم الیہ '' (البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر جلدسوم ص ۳۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمیں مبعوث فرمایا ہے تاکہ جسے اللہ چاہے اسے ہم لوگوں کی بندگیوں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی بندگی میں اور دنیا کی تنگی سے نکال کر اس کی فراخی میں اور (باطل) مذاہب کے ظلم سے نکال کر اسلام کے عدل وانصاف میں داخل کریں، پس اس نے ہمیں اپنے دین (کے پیغام) کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ ہم انہیں اس کے دین کی طرف بلائیں۔

http://mujahid.xtgem.com

## ہر صحابی داعی تھا:

یہی احساس تھا جس کی وجہ سے صحابہ ؓ کا ہر شخص ایمان لاتے ہی داعی بن جاتا تھا، ابن اثیر الجزری نے اسد الغابہ میں کئی صحابہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ وہ حضور پاک ﷺ کے پاس آئے، ایمان لائے، اور پھر اپنے قبیلہ کو دین کی دعوت دی۔(ودعا قومہ الی الاسلام۔ اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۲۳، ۲۲۹)

ہیچمدان سمجھتا ہے کہ حضور ﷺ کی دعوت کا یہ خاصہ تھا کہ جو بھی آپ کے دستِ پاک پر اسلام سے مشرف ہوتا تھا، انسان ہو یا جن، ایمان کے نور کے ساتھ دعوت کا داعیہ و جذبہ اور اس کیلئے قربانی و ایثار جدوجہد کا غلبہ اس کے رگ و پے میں سرایت کر جاتا تھا۔ صحابہ کرام ؓ کے کارنامے اس پر شاہد ہیں، مثال کے لئے ابتدائے اسلام میں صرف ابوبکر صدیق ؓ کے ایمان و دعوت اور جنات کے ایک گروہ کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جو ایمان لاتے ہی سراپا دعوت تھے۔

" فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی رسول اللّٰہ ادعوک الیٰ اللّٰہ فلما فرغ من کلامہ اسلم ابو بکر فا نطلق عنہ رسول اللّٰہ صلی علیہ وسلم وما بین الا خشبین احد اکثر سرورا منہ باسلام ابی بکر ومضی ابوبکر فراح لعثمان بن عفان، و طلحہ بن عبید اللّٰہ و الزبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص فاسلموا ثم جاء الغد بعثمان بن مظعون و ابی عبیدہ بن الجراح وعبد الرحمن بن عوف و ابی سلمہ بن عبد الا سد والا رقم فاسلمو رضی اللّٰہ عنہم " (البدیۃ والنہایۃ ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۹)

ترجمہ: رسول اللہ نے (ابوبکر ؓ کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے) فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور تجھے اللہ کی طرف بلاتا ہوں جب آپ کی بات ختم ہوئی حضرت ابوبکر ؓ اسلام لے آئے (ان کے اسلام لانے کے بعد) ابوبکر صدیق ؓ کے پاس سے رسول اللہ ﷺ چلے گئے اور مکہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان آپ سے زیادہ ابوبکر ؓ کے ایمان پر کوئی شخص خوش نہ تھا۔ ابوبکر ؓ بھی لوٹے اور عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن العوام، سعد ابن ابی وقاص کے پاس گئے، (اور انہیں اسلام کی دعوت دی) اور وہ سب اسلام لے آئے، پھر دوسرے دن عثمان ابن مظعون، ابو عبیدہ بن الجراح، اور عبدالرحمٰن بن عوف، ابی سلمہ بن عبد الاسد اور الارقم بن الارقم کو لے کر آئے انہیں اسلام کی دعوت دی، اور سب اسلام لے آئے۔ (رضی اللہ عنہم)

http://mujahid.xtgem.com

ابن اسحاق اس بارے میں لکھتے ہیں " فلما اسلماابو بکرؓ و اظھر اسلامه دعا الیٰ اللّٰه عزّ و جل " (اسدالغابہ ج ۳ ص ۳۷۶) ترجمہ: (یعنی جب ابوبکرؓ اسلام لائے اور اسلام کو ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف (لوگوں کو) دعوت دی )

ابن اثیر نے لکھا ہے۔" فجعل ید عو االی الاسلام من یغشاه و یجلس الیه"

(اسدالغابہ ج ۲ ص ۲۰۶)

ترجمہ: (یعنی جب ابوبکرؓ اسلام لائے تو) جو لوگ ان کے پاس آتے تھے اور بیٹھتے تھے، برابر انہیں اسلام کی دعوت دیتے تھے ) چنانچہ اسی بنا پر آپ کے ہاتھ پر عشرہ مبشرہ کے پانچ افراد کے علاوہ ایک پوری جماعت اسلام سے مشرف ہوئی۔ (اسلم علیٰ یدہ جماعۃ اسدالغابہ تذکرہ عثمان) اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ کا مشغلہ ایمان لاتے ہی دعوت و تبلیغ بن گیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے پاس جنات کا ایک گروہ آیا قرآن سنا اور ایمان لایا اور اپنی قوم کی طرف جب لوٹا تو وہ اسلام کا داعی تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

" واذ صرفنا الیک نفر من لجن یستمعون القران ج فلما حضروه قالوآ انصتوا ج فلما قضی ولو الیٰ قومھم منذرین ٥ قالوا یقومنا انا سمعنا کتبا انزل من بعد موسی مصدقالما بین یدیه یھدی الی الحق و الیٰ طریق مستقیم ٥ یقومنا اجیبو داعی اللّٰه وامنو به یغفر لکم من ذنوبکم و یجر کم من عذاب الیم ٥" (احقاف۔۲۹ تا ۳۱)

ترجمہ: ہم نے جب جنوں کی جماعت کے رخ کو اے پیغمبرؐ تیری طرف پھیر دیا کہ وہ قرآن سنیں تو جب وہ آئے تو انھوں نے ایک دوسرے سے کہا چپ رہو جب قرآن کریم ختم ہو گیا تو وہ اپنی قوم کے پاس گئے کہ انہیں خبردار کریں۔ انہوں نے جا کر کہا بھائیو! ہم نے ایک شریعت کی کتاب کو سنا جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی ہے اس کے پہلے جو کتاب الٰہی آئی ہے اس کی تصدیق کرتی ہے اور سچائی اور سیدھی راہ بتاتی ہے۔ اے بھائیو! خدا کے پکارنے والے کو قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ تا کہ وہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے اور دردناک عذاب سے تم کو پناہ دے۔

بہر حال مقصود یہ ہے کہ صحابہ جن ہوں یا انسان، ایمان لاتے ہی دین کے داعی اور مبلغ بن

http://mujahid.xtgem.com

جاتے تھے۔ وقت کی قلت مانع ہے ورنہ تفصیلاً بتایا جاتا کہ اسلام کے ان ابتدائی پیروکار داعیان حق و داعیان اسلام کی جماعت نے جن کے مجاہدات اور خون سے دین کا باغ برگ بار لایا کس طرح اپنی جانوں پر سہہ کر آگ و خون، مصائب و آلام، شدائد و بلایا، فقر و فاقہ، ہجرت و نفر، کے زہرہ گداز مراحل میں سے گزر کر ایمان و عمل صالح کا نمونہ اور دعوت و تبلیغ کا اسوہ پیش کیا تھا۔ ایک بات واشگاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جن صحابہ نے بھی حضرت محمد ﷺ کے دستِ مبارک پر ایمان کا عہد و پیمان باندھا، سابقین صحابہؓ میں سے وہ ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ ہوں یا صہیبؓ و بلال، عمارؓ و یاسرؓ یا بعد کے آنے والوں میں عکرمہؓ و حارثؓ، سہیلؓ و وحشیؓ ہوں سب کی زندگیوں کا خصوصی امتیاز بیعتِ ایمان سے لے کر لقائے رب تک ایمان و عمل صالح کی کوشش کے ساتھ دعوت و تبلیغ اقامتِ دین و اعلاء کلمۃ اللہ کی مسلسل و پیہم جہد و محنت ہے۔ صحابہ کی زندگی میں شخصی اعمال اور اجتماعی حقوق و فرائض کی ادائیگی اور داعیانہ کوششوں میں دوئی کہیں نظر نہیں آتی۔ ایمان لاتے ہیں، ذاتی اصلاح و شخصی اعمال کی فکر و پابندی کے ساتھ دعوت کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دیتے ہیں اور موت کے وقت تک احیاء و فروغِ دین کے لئے کوششوں اور قربانیوں میں کمی نہیں ہوتی۔ قرآن گواہی دیتا ہے: "**منھم من قضٰی نحبه و منھم من ینتظر و ما بدلوا تبدیلا**" (احزاب۔۲۳) ترجمہ: (پس بعض ان میں سے وہ ہیں جنھوں نے پورا کر دیا اپنا عہد (یعنی جہاد میں جان دے دی) اور بعض وہ ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے نہیں بدل ڈالا کچھ بدل ڈالنا (یعنی اپنے عہد وفا کو نہیں بدلا) بلکہ ان کی غیرتِ ایمانی اور اشاعت و بقائے حق کا والہانہ جذبہ دین میں ادنیٰ کوتاہی کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اگر کبھی ایسا واقعہ پیش آ جاتا تو بیقرار ہو جاتے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا مشہور فقرہ "**اینقص الدین وانا حی**" (دین میں نقص آ جائے اور میں زندہ رہوں، یہ کیسے ممکن ہے) اور حضرت انسؓ بن النضر کا قول "**قوموا ! فموتوا علیٰ ماما ت به النبی صلی اللہ علیه وسلم**" (اُٹھو اور دو جان اس چیز پر جس پر جان دی حضور ﷺ نے) (زاد المعاد ابن قیم ج ۲ ص ۹۳) اسی ذہنیت کی عکاسی کرتا ہیں۔ صحابہؓ کا کوئی طبقہ ہمیں معلوم نہیں جو اپنے علم و استعداد کے بقدر دین کا حامل اور داعی نہ ہو۔ صحابہؓ کا یہی داعیانہ مزاج اور دین کی اشاعت کے لئے والہانہ و سرفرشانہ جذبہ تھا جس کی وجہ سے اسلام تیس سال کے قلیل عرصے میں عالم کی سب سے بڑی روحانی و سیاسی طاقت بن گیا۔

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

علامہ ابن کثیر نے تفسیر میں ایک موقع پر کیا خوب لکھا ہے:

"و قد کان للصحابة رضی اللّٰه عنهم فی باب الشجاعة و الائتمار بما امر هم اللّٰه ورسوله به وامتثال ما ارشدهم الیه مالم یکن لا حد من الامم والقرون قبلهم ولا یکون لا حد من بعدهم فانهم ببرکة الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم و طاعتهٖ بما امر هم فتحو ا القلوب والا قالیم شرقاو غربا فی المدة الیسیرة مع قلة عددهم بالنسبة الیٰ جیوش سائر الاقالیم من الروم والفرس والترک و الصقالیة و البربرو الحبو ش و اصناف السودان و قبط و طوائف بنی ادم ، قهر والجمیع حتی غلبت کلمة اللّٰه و ظهر دینه علیٰ سائر الادیان وامتدت الممالک لا سلا میة فی مشارق الارض و مغاربها فی اقل من ثلا ثین سنة فرضی اللّٰه عنهم و ارضاهم اجمعین"

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۱۶)

ترجمہ: صحابہ کرامؓ کا بہادری وشجاعت اور اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی فرمانبرداری اور ان کی ہدایات وپیروی وتعمیل میں وہ اونچا مقام اور درجہ ہے جس تک امم سابقہ اور قرونِ ماضیہ میں کسی کی رسائی نہ ہوسکی تھی اور نہ اس بلندی پر ان کے بعد کوئی پہنچ سکا۔ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی برکت اور آپ کے احکام کی تابعداری کی وجہ سے تھوڑی سی مدت میں مشرق سے مغرب تک قلوب وممالک کو فتح کیا اور اسی قلت مقدار کے باوجود جو روم، فارس، ترک، صقالیہ، بربر، جبش قبائل، سوڈان وقبط اور دوسرے انسانی طبقات وممالک کی فوجوں کے مقابل میں تھی، انہوں نے سب کو مغلوب کرلیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوگیا اور اس کا دین تمام ادیان پر غالب آ گیا اور ممالک اسلامیہ تیس سال سے بھی کم مدت میں روئے زمین کے مشرق ومغرب میں پھیل گئے۔ رضی اللہ عنہم وارضاہم اجمعین۔

صحابہ کرامؓ نے اقامتِ دین، اشاعتِ اسلام تبلیغ و جہاد کے فرائض کو کمال، انہماک، انتہائی خلوص، پورے فکر کامل مستعدی اور بے جگری سے ادا کرکے خیر الامم کی آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ قائم کردیا کہ یہ شاہد علی الناس، آخر الامم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی نیابت میں تا قیامِ قیامت ہدایت خلق، تعلیم کتاب وحکمت، تربیت نفوس، تزکیہ قلوب، اجرائے احکام الٰہی، نفاذ شریعت کے پیمبرانہ فرائض اس

http://mujahid.xtgem.com

کی روشنی میں ادا کر سکے تا کہ عالم میں عدل وانصاف کی خدائی میزان قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ کی حجت بندوں پر پوری ہو اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت عمومی کا مقصد پورا ہو۔ ارشاد باری ہے۔

"و کذلک جعلنا کم امۃ و سطا لتکونو ا شھدآء علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیداً " (البقرہ۔ ۱۴۳)

ترجمہ: اور تم کو ایسی جماعت بنا دیا جو ہر پہلو سے نہایت اعتدال پر ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو، اور رسول اللہ ﷺ تم پر گواہی دینے والے ہوں۔

گویا یہ ملت عادلہ اس عالم میں اقوامِ عالم کو اعتدال وانصاف کے الٰہی اصولوں پر چلانے کی اور عدل کے ربانی میزان کو برابر رکھنے کی ذمہ دار ٹھہرائی گئی ہے۔ عالمِ آخرت میں بھی اس کی عادلانہ گواہی امم سابقہ پر میزان عمل کے وقت فیصلہ کن ثابت ہوگی، کہ یہ خیرالامم، دارین میں مراد الٰہی کے شیوع واجراء اور دین ربانی کے پھیلنے کا ذریعہ ہو اور عالمِ معاد میں خدائی انصاف کی تکمیل پر اس کی زبانِ عدل آخری مہر ثبت کرے۔ اسی مضمون کو سورۂ حج کے آخر میں مزید تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

"و جاھدو فی اللّٰہ حق جھادہ ھو اجتبکم وماجعل علیکم فی الدین من حرج ط ملۃ ابیکم ابراھیم ط ھو سمّٰکم المسلمین من قبل و فی ھذا لیکون الرسول شھید علیکم و تکونوا شھداء علی الناس " (حج۔۷۸)

ترجمہ: (اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تم کو (اور امتوں سے) ممتاز فرمایا۔ اور اس نے تم پر دین (کے احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی تم اپنے باپ ابراہیم کی (اس) ملت پر ہمیشہ قائم رہو۔ اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے (نزول قرآن سے) پہلے بھی اور (اس قرآن) میں بھی تا کہ تم پر رسول اللہ ﷺ گواہ ہوں اور تم لوگوں کے اوپر گواہ ہو۔

MUJAHID.XTGEM.COM

## امت عزلت وقعود کی زندگی نہیں گزار سکتی:

ظاہر ہے کہ ایک ایسی امت جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خلافت وانبیاء علیہم السلام اور خاص کر اپنے نبی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نیابت اور جملہ انسانیت کی طرف بعثت کے منصب جلیل سے نوازی گئی ہو، جو نسل نسانی کی قیامت تک نگران بنائی گئی ہو، جسے وجود ہی دنیا میں نظام عدل کے قائم

http://mujahid.xtgem.com

کرنے، احکامِ الٰہی کے پہنچانے اور جملہ اقوام وملل کے لئے خیر و بھلائی کا نمونہ، تقویٰ و ہدایت کا امام و پیشوا بننے کے لئے بخشا گیا ہو۔ جس کا فریضۂ منصبی ہی دعوت الیٰ الخیر، رہنمائی خلق، اشاعتِ احکام، اقامتِ دین، امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہو جس کا وظیفہ بنی آدم کے قلوب کا تصفیہ وتزکیہ، اخلاقِ عالیہ کی حفاظت اور الٰہی رنگ کا عالم میں نکھارنا ہو۔ کس طرح غفلت وقعود (بیٹھ جانا)، عزلت ورہبانیت کی زندگی گزار سکتی ہے؟ اس منصبِ رفیع اور مقاصد وفرائضِ عظیمہ کا تقاضہ اور لازمہ ہی دعوت وتبلیغ، جہدو جہاد اور اقامت دین کے متعلق جملہ امور کی کوشش ٹھہرتا ہے وہ تخت پر ہو یا بوریائے فقر پر، ہر حال و ہر حالت میں ہر مقام و ہر وقت وہ داعی امت ہے اور اشاعتِ حق و اقامتِ دین کی کوشش میں مشغول ومصروف۔ چنانچہ اس کا صحیفہ آسمانی دعوت و جہد فی اللہ کے نغموں سے پُر ہے۔ بقول علامہ ابن تیمیہ کے:

" والقرآن مقصوده بیان الحق و دعوة العباداليه "

(کتاب الرد علیٰ المنطقین ص ۴۶۸)

ترجمہ:۔ (قرآن کا مقصود حق کا بیان اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا ہے)

پیغمبرِ اسلام ﷺ کا نمونہ سراپا دعوت اور انما بعثنی الله مبلّغا (ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مبلغ مقرر کیا ہوا ہے۔ ترمذی ج ۲ ص ۱۶۶) کا عملی بیان ہے۔ صحابہ کرام ؓ اور صلحائے امت کا اسوہ اسی منصب جلیل کے بقاو قیام کی جدو جہد کا عالیشان منظر ومظہر ہے۔ اسلام کا دینی ذخیرۂ کتب اور عملی دفاتر اس عظیم ذمہ داری کے احکام و ہدایت سے روشن ہیں۔ اس بناء پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر، دعوت الی اللہ اور جہاد بالقرآن کا جو اہتمام و اہمیت اس امت میں رہی ہے اس کی نظیر دوسری اقوام وملل میں مفقود ہے۔ قرآن کریم نے دعوت بالقرآن کو جہاد کبیر قرار دیا ہے ارشاد ہے۔

" فلا تطع الكفرين و جاهد هم به جهاد كبيرا " (فرقان ۔۵۲)

ترجمہ:۔ (تو کافروں کا کہنا نہ مان اور بذریعہ قرآن تو ان سے جہاد کر بڑا جہاد)

امام ابوبکر حصاص رازی حنفی نے اس پر قابلِ دید بحث کی ہے۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اس جہدو جہد کے متعلق امام موصوف ارقام فرماتے ہیں:

"ليس بعد الايمان بالله ورسوله فرض آكد ولا اولیٰ بالا يجاب من الجهاد

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

و ذلک انه بالجهاد یمکن اظهار الاسلام و اداء الفرائض وفی ترک الجهاد غلبة العدو و دروس الدین وذهاب الاسلام " (احکام القرآن ج ۳ ص ۱۴۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد کوئی فرض اتنا مؤکد اور وجوب میں اولیٰ نہیں جس قدر جہاد ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کا ظہور و غلبہ اور فرائض کی ادائیگی (دین کے فروغ و اعلاء کلمۃ اللہ کی محنت) جہاد پر ہی موقوف ہے اور اس (دینی محنت) و جہاد کے ترک کا لازمی نتیجہ دشمن کا غلبہ، دین کا مٹنا اور اسلام کا رخصت ہو جانا ہے۔) یہاں یہ بات عرض کر دینی مناسب ہوگی کہ ایرانی جرنیل کے اس سوال کے جواب میں کہ دین حق کیا ہے؟ " اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ایمان اور ما جاء بہ النبی ﷺ کے اقرار کے بعد مغیرہ بن شعبہ ؓ نے بھی دعوت کی کوشش ہی کو اسلام کا بنیادی عمل قرار دیا تھا۔ ان کے الفاظ ہیں: " و اخراج العباد من عبادة العباد الیٰ عبادة اللّٰہ "

ترجمہ:۔ شہادتین اور جو کچھ رسول ﷺ لیکر آئے ہیں اس کے بعد سب سے اچھا عمل لوگوں کو مخلوق کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں داخل کرنا ہے۔

## دعوت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت:

امام غزالی ؒ نے کیا خوب لکھا ہے: " فان الامر بالمعروف والنهی عن المنکر هوا لقطب الاعظم فی الدین وهو المهم ابعث اللّٰہ له النبیین اجمعین و لو طوی بساطه و اهمل عمله وعمله لعطّلت النبوة و اضمحلت الدیانة وعمت الفترة وفشت الضلالة و شاعت الجهالة و استری الفساد واتسع المخرق وخربت البلاد و هلک البلاد ولم یشعروا بالهلاک الایوم التناد " (احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۰۲)

ترجمہ: امر بالمعروف و نہی عن المنکر دین کا مدارِ اعظم ہے۔ یہی وہ مہم (اہم) مقصد ہے جس کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کیا گیا۔ اگر اس کی بساط الٹ جائے اور اس کے علم و عمل سے غفلت برتی جائے تو نبوت ہی معطل و بے کار ہو جائے، دین مضمحل ہو جائے اور سستی و گمراہی عام ہو جائے اور جہالت پھیل جائے، فساد چھا جائے، بربادی وسعت اختیار کرے، ملک برباد اور مخلوق ہلاک ہو جائے اور اس تباہی کا احساس بھی اتنا مر جائے کہ قیامت تک نہ ہو۔

http://mujahid.xtgem.com

امت کی منصبی ذمہ داریوں کی بناپر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کو بھی دین کی نصرت کے ساتھ مشروط کردیا ہے اور دین کی نصرت کرنے والوں کو اپنی مدد کا پختہ یقین دلایا ہے ارشاد ہے

"یا یھا الذین امنو ان تنصرو االلّٰہ ینصر کم و یثبت اقدامکم" (محمد۔۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم مدد کروگے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور جمادے گا تمہارے پاؤں۔

"ولینصر ن اللّٰہ من ینصرہ ا ن اللّٰہ لقوی عزیز" (الحج۔۴۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور مدد کرے گا اس کی جو اس کے (دین کی) مدد کریگا بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہی زور والا۔

اس بناپر جب امت اپنے فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں غفلت برتے گی تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہوجائے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے (مدد کی) دعائیں مانگے گی وہ بھی قبول نہیں ہوگی۔ ارشاد نبوی ہے۔ "مروا بالمعروف و انھوا عن المنکر قبل ان تدعو االلّٰہ فلا یستجیب لکم وقبل ان تستغفروہ فلا یغفر لکم" (کنزالعمال ج ۲ ص ۴۴۶ بحوالہ احمد عن ابن عمر)

ترجمہ: نیکی کا حکم کرواور برائی سے روکو پیشتر اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگواور وہ قبول نہ ہواور پیشتر اس کے کہ اس سے مغفرت مانگواور تمہیں بخشا نہ جائے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم ضرور نیکی کا حکم کروگے اور برائی سے روکوگے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر جلد عذاب بھیجے گا۔ پھر تم دعا کروگے وہ بھی قبول نہیں ہوگی (مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف بحوالہ ترمذی) اس قسم کی متعدد روایتیں کتب حدیث میں موجود ہیں۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی یہی اہمیت ہے جو مسلمانوں کو سلطنت وحکومت میں بھی اس فریضہ کی ادائیگی سے غافل نہیں رکھتی بلکہ مسلمانوں کو اگر تمکن فی الارض (حکومت) بخشا جاتا ہے تو وہ شخصی واجتماعی اوامر الٰہیہ کو نافذ اور عام کرنے کے لئے ہی عطا ہوتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

"الذین ان مکنھم فی الا رض اقاموا الصلوٰۃ وا تو لزکوٰۃ وامر و بالمعروف

http://mujahid.xtgem.com

ونھو عن المنکر ط و للّٰہ عاقبۃ الامور " (الحج۔۴۱)

ترجمہ: وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام کا۔

غرض امت کی جان دعوت الی اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ امت میں جس قدر ان اعمال کی پابندی ہوگی، دنیوی واخروی فوز وکامرانی سے سرفراز ہوگی، اور جس قدر ان اعمال میں کوتاہی واقع ہوگی، امت زوال واضمحلال میں مبتلا ہوگی۔ دین کی نصرت پر اللہ تعالیٰ کی نصرت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت پر قبول ہدایت کے لئے دروازے مفتوح ہوتے ہیں اور افراد واقوام دین میں داخل ہوتی ہیں۔ ارشادِ الٰہی " اذا جآء نصر اللّٰہ والفح ورایت الناس ید خلون فی دین اللّٰہ افواجا " سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔ جس کی مؤید بے شمار آیتیں اور احادیث ہیں۔

## امت کا خصوصی طرزِ تربیت:

گزر چکا کہ یہ خیر الامم ایک داعی امت ہے جو تمام عالم کے انسانوں کی طرف جملہ انبیاء اور خصوصًا خاتم النبیین ﷺ کی نیابت میں ہدایت اور دین ربانی کی دعوت واشاعت کے لئے مبعوث کی گئی ہے۔ منصب نبوت ورسالت وخصائص نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد اس امت کو انبیاء علیہم السلام کے مماثل فضائل وکمالات، خصائل ومزایا سے سرفراز کیا گیا ہے۔ (چنانچہ اس مشابہت کی روایات کنز العمال وغیرہ نے نقل کی ہیں۔ (دیکھو ص ۲۳۳،۲۳۴ ج ۶) چنانچہ اس امت کو من حیث الامۃ صلاح شخصی، تربیت ذاتی ونفسی اور دعوتِ خلق واصلاح بنی آدم کا وہ جامع ومانع نظام ہدایت وتربیت عطا فرمایا گیا جو انبیاء علیہم السلام کے طُرقِ تربیت ودعوت سے مشابہت رکھتا ہے، جو فرد وجماعت کی اصلاح وفلاح تربیت وترقی کا بیک وقت کفیل ہوتا ہے۔ حضرات انبیاء کا فریضہ منصبی دعوت وتبلیغ تھا۔ ان کی حیات اشاعتِ دین وترویج احکام کی کوشش کا دوسرا نام ہے۔ وہ اپنے وظائف زندگی کے ساتھ اپنے شخصی ونجی عبدیت وعبودیت والے اعمال کے پابند رہتے تھے۔ گو امت کے لئے یہ اعمال بھی دین کے قابلِ اتباع احکام کا حکم رکھتے تھے۔ بہر حال ان کی ناسوتی زندگی میں ان کی ترقیات خصائص نبوت وموہباتِ خاصہ کے علاوہ دعوت اور دینی جہد ومحنت کے ساتھ وابستہ ہوتی تھیں اور دعوت کے پہلو بہ پہلو ان کی شخصی زندگی

http://mujahid.xtgem.com

MUJAHID.XTGEM.COM

کے فرائض کی تکمیل ہوتی تھی۔اب جب کہ امت محمدیہ مرحومہ انبیاء علیہم السلام کی نائب بن کرآ گئی ہے اسے بھی تربیت واصلاح کا ایسا دستور بخشا گیا جس میں امت کے اجتماعی وانفرادی فرائض واعمال میں دوئی وغیریت نہیں رہی، بلکہ دونوں قسم کے احکام توام اورایک دوسرے کے بیک وقت معین ومددگار ہیں۔ یہ اس لئے ضروری تھا کہ امت کی بعثت کے مقاصد کی تکمیل اوردعوت الی الخیرامر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس کے افراد کی شخصی تربیت و اصلاح ، روحانی ترقی و معاشی ضروریات کا بھی سامان ہو سکے۔ چنانچہ امتِ مبعوثہ کووہ طریقہ حیات عطا فرمایا گیا۔جس میں وہ دعوت و تبلیغ کے فرائض منصبی کواداکرتے ہوئے اپنے شخصی وذاتی اعمال میں مشغول ہواوراجتماعی وانفرادی کسی حیثیت میں دعوت وتبلیغ کوثانوی درجہ نہ دے۔اجتماعی حیثیت سے دعوت کی اولیت ومقصودیت آیۃ

**”کنتم خیر امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باالله“** (آل عمران۔۱۱۰)

ترجمہ : (تم بہترین امت ہو جولوگوں کے فائدے کے لئے نکالی گئی ہے،تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو،اور بری باتوں سے روکتے ہواوراللہ تعالیٰ پرایمان لاتے ہو) پرغورکرنے سے اور انفرادی حیثیت سے آیۃ **”و من احسن قولا ممن دعا الی الله وعمل صالحا و قال اننی من المسلمین“** (حٰمٓ سجدہ۔۳۳) ترجمہ: (اوراس سے بہترکس کی بات ہوسکتی ہے جس نے بلایا اللہ کی طرف اورکیا نیک کام اورکہا میں حکمبر دار ہوں) پرتدبر سے سب سمجھ میں آسکتی ہے۔اس امت اور اس کے افراد کی تربیت وترقیات کا میدان ذاتی اعمال کی اصلاح کے ساتھ دعوت کی راہ میں جہدو محنت کو قرار دیا گیا اور یہ اس امت کا امتیاز اور خاصہ ہے ورنہ امم سابقہ کے افراد کی محنتیں اپنی ذاتی نجات کی ہی کوشش پر عموماً موقوف ہوتی تھیں اور وہ اپنے ذاتی اعمال کی بجاآوری کے بقدر ترقیات پر فائز ہوتے تھے۔خیرالامم (جواقوام عالم کی طرف مبعوث ہے) کو پوری امت وانسانیت کی اصلاح وفلاح کا نصب العین و فکرعطا فرما کرپوری انسانیت کی نجات کے لئے سعی ومحنت کرنے والا بنایا گیا۔

ؔ مسلمانی غمے دردل خریدن چوں سیماب ازتپِ یاراں تپیدن

http://mujahid.xtgem.com

حضور ملّت از خود در گزشتن        دگر بانگ انا لملت کشیدن

ترجمہ: مسلمانی تو دل میں غم خریدنا ہے اور پارے کی طرح دوستوں کی تکالیف کو اپنے اوپر لینا ہے۔ ملت کے لئے اپنی سوچ اور مفاد کو چھوڑتے ہوئے یہ نعرہ لگانا ہے کہ میں ملت ہوں۔

اب اس امت کے افراد ذاتی اصلاح کی فکر و کوشش کے ساتھ جس قدر اخلاص و منہاج نبویؐ کے مطابق دعوت الی اللہ اور دین کی اشاعت میں سرگرم ہوں گے، ان کے باطنی جواہر چمکیں گے، ملکات قدسیہ نکھریں گے، نصرت الٰہی اور فیوض نبویہؐ سے مالا مال ہوں گے اور ذاتی و ملی صلاح و اصلاح کی دوگونہ کوشش ان کے دینی و دنیوی درجات کو بلند کریگی۔ غرض حکمتِ الٰہی نے امتِ مسلمہ کی تربیت و اصلاح کا وہ طریقہ منتخب فرمایا۔ جو معاً اس کے شخصی و اجتماعی، ذاتی و ملی مقاصد کے پورا ہونے اور فرد و جماعت دونوں کی اصلاحِ تام پر حاوی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

”والمؤمنون والمؤمنٰت بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر و يقيمون الصلوٰة و يؤتون الزكوٰة ويطيعون اللّٰه ورسوله ط اولٰئك سيرحمهم اللّٰه ان اللّٰه عزيز حكيم “ (التوبہ۔ ۷۱)

ترجمہ: ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں۔ ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

یہاں امت کے فریضہ منصبی امر بامعروف اور نہی عن المنکر کو مقدم بیان فرما کر اس کے اعمال شخصیہ نماز زکوٰۃ اور اطاعتِ رسول ﷺ کا اس کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ مومنین اپنی ملی ذمہ داری کو اپنی ذاتی اصلاح والے اعمال کے ساتھ برابر ادا کرتے رہتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ ان کے فرائض منصبی سے غفلت ہو جائے یا وہ اپنی ذاتی اصلاح میں کوتاہی برتنے لگیں۔ سورۃ العصر میں بھی انہیں لوگوں کو دائمی خسارہ و نقصان سے مامون قرار دیا ہے جو ایمان و اعمال صالحہ (شخصی اعمال) اور تواصی بالحق و تواصی بالصبر (اجتماعی اعمال) کے جامع ہیں۔ اس بنا پر پوری امت پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو فرض

http://mujahid.xtgem.com

قرار دیا۔ جیسا کہ نصوص کثیرہ سے ثابت ہے۔ امام رازی وعلامہ بغوی اپنی تفاسیر میں لکھتے ہیں: ''ان اللہ اوجب الامر باالمعروف ونھی عن المنکر علی کل الامة فی قولہ تعالیٰ کنتم خیر امة (الیٰ آخر) '' ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر تمام امت پر اپنے قول '' کنتم خیر امة '' کے مطابق واجب قرار دیا ہے۔ حضرت ابو سعید الخدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''من رایٔ منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان'' (صحیح مسلم کتاب الایمان ج ۱ ص ۵۱، معالم بغوی ج ۱ ص ۳۳۴)

ترجمہ: (تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے، اسے ہاتھ سے بدلے (روک دے) اگر یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کر دے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل (کی ہمت وتوجہ سے) اسے بدلنے اور دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور یہ آخری بات ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔

احمد و مسلم کی اس قسم کی ایک اور روایت میں ہے: '' ومن جاھد ھم بقلبہ فھو مؤمن ولیس وراء ذلک من الایمان حبة خردل '' (کنز الاعمال ج ۲ ص ۱۷۰ براویت ابن مسعود)

ترجمہ: جس نے ان برائی کرنے والوں سے سب سے آخری درجہ میں (دل کی ہمت وتوجہ سے) جہاد ومحنت کی (کہ وہ برائی دور ہو جائے) تو وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان کا (وجود یا درجہ) نہیں) حافظ ابن کثیر نے اس حدیث سے امت کے ہر فرد پر اس کی طاقت کے مطابق امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا وجوب ثابت کیا ہے) (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۹۰)

## شخصی مسئولیت:

اسی طرح ہر شخص کو اپنے دائرہ اقتدار واثر میں ذمہ دار ومسئول ٹھہرایا کہ وہ اپنی پوری قوت و طاقت، اثر ورسوخ کے بقدر انہیں منہیات سے روکے گا اور نیکی اور احکام کی پابندی پر انہیں گامزن کرنے کی کوشش کرے گا اور اپنی زیر نگرانی اشیاء کی حفاظت واستعمال احکامِ الٰہی کے مطابق کرے گا۔ مشہور حدیث ہے:

'' قال صلی اللہ علیہ وسلم کلکم راعٍ و مسؤل عن رعیتہ فالا میر الدیعلی الناس راع علیھم وھو مسئول عنھم والرجل راع علیٰ اھل بیتہ وھو مسئول عنھم

http://mujahid.xtgem.com

والمراءۃ راعیة علی بیت بعلها والعبد راع علیٰ مال سیده وهو مسئول عنه الا فکلکم مسئول عن رعیته " (صحیح بخاری عن ابن عمر ج ۱ ص ۳۴۷)

ترجمہ: (فرمایا، تم میں سے ہر شخص راعی رکھوالا (یا نگہبان و ذمہ دار ہے) اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا (کہ اس نے کہاں تک انہیں احکام الٰہی کے پابند بنانے اور برائیوں سے روکنے کی کوشش کی) اور مرد اپنے اہل خانہ کا ذمہ دار ہے اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی، عورت اپنے خاوند اور اولاد کی نگران ہے اور اس سے ان کے متعلق پوچھ ہوگی اور غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے۔ اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائیگا۔ پس یاد رکھو کہ تم میں سے ہر شخص اپنے اپنے (دائرہ نفوذ و عمل) میں ذمہ دار ہے اور اس سے اپنی متعلقہ رعیت کے متعلق سوال ہوگا) اس عمومی مسئولیت خاصہ کا یہ اصول حضرت محمد رسول ﷺ نے ہی انسانیت کو بتایا اور اپنی امت کا اسے امتیاز قرار دیا۔ اپنے اہل و متعلقین اور ماتحتوں کی ذمہ داری اور اعمال کی نگرانی کے اس اصول کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے:

"یا یها الذین اٰمنو قو انفسکم و اهلیکم ناراً" (التحریم۔ ٦)

ترجمہ: (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی اہل کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ (کہ انہیں نیکی کا پابند بناؤ اور برائی سے روکو)

مفسرین نے "اہل" میں اہلِ قرابت اور دیگر ماتحت طبقہ کو بھی شامل کیا ہے۔ گویا ہر مسلمان کو اپنے اپنے دائرہ میں خصوصی نگران و ذمہ دار ٹھہرایا گیا کہ وہ برائی کے مٹانے اور خیر و بھلائی کے پھیلانے کے لئے حکمت و شائستگی سے اپنے پورے اختیار و قوت، اقتدار و رسوخ کو اپنے حلقہ اثر اور ماتحتوں میں استعمال کریگا اور عملاً انہیں نیک بنانے میں کوئی کوتاہی نہیں کرے گا۔ اور جہاں تک اس کا دائرہ اختیار و قوت وسیع ہوتا جائے گا، وہ اپنی اسی کوشش کو پھیلاتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ دنیا سے برائی کا نشان مٹ جائے۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس پر بحث کی ہے۔ اس مسئولیت خاصہ اور اپنے اپنے حلقہ کی نگرانی کے علاوہ امت کے ہر فرد پر اس کے علم و استعداد اور استطاعت کے بقدر دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری ڈالی گئی کہ وہ دین کو بقدرِ ضرورت جانے اور اس کا علم حاصل کرے اور اسے دوسرے تک پہنچاتا رہے۔ صحابہؓ کا تبلیغ کا شغف اور اپنے علم کو دوسرے تک پہنچانے کا جذبہ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ آج ان کے واقعات

http://mujahid.xtgem.com

سن کر حیرت ہوتی ہے۔ صحیح مسلم میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت معاذؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث کی عمومی اشاعت سے احتیاطاً منع فرمادیا تھا (کہ لوگ اس کا مطلب غلط سمجھ کر عمل سے غافل نہ ہو جائیں) "**ما من عبدٍ یشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ الا حرمہ اللّٰہ علی النار**" (کوئی بندہ نہیں جو گواہی دیتا ہو کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں مگر یہ کہ اللہ اس کو آگ پر حرام کردے۔) حضرت معاذؓ نے موت کے وقت کتمانِ علم (علم کو چھپانے) کے گناہ سے بچنے کے لئے یہ حدیث بیان کردی) (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۶) اسی طرح حضرت عبادہ بن صامت نے اسی مضمون کی حدیث کی اشاعت نہیں کی تھی۔ مرض الموت میں روتے تھے کہ ایک حدیث کی اشاعت نہ ہوسکی۔ آخر مرنے سے پیشتر بیان کردی (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳) غرض متعلقین کی مسئولیت خصوصی تبلیغ ودعوت، اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر اشاعت علم کو ہر کہ ومہ (چھوٹے، بڑے) کے لئے لازم قرار دیا گیا اور امت مبعوثہ کو اپنی منصبی ذمہ داری کے پورا کرنے کے لئے تعلیم وتعلم، تبلیغ ودعوت، نصرت دین، ہجرت ونفر کے وہ احکام عطا فرمائے گئے جس پر اس امت اور اسلام کی سرسبزی وشادابی کا مدار ہے (علامہ حصاص رازی نے احکام القرآن باب فرض النفیر والجہاد میں ان مباحث پر قابلِ دید بحث کی ہے) جس کی نقل کی گنجائش یہاں نہیں) قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی ان جملہ احکام واعمال کے جاننے اور سمجھنے کے لئے ضروری ہیں اشارۃً اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مکی زندگی میں عموماً صحابہ رضی اللہ عنہم انفرادی طور پر اپنے فریضۂ منصبی کی ادائیگی میں مشغول تھے اور اس کے لئے ہر طرح کے مصائب وآلام کو سہہ رہے تھے۔ ہجرت کے بعد صحابہؓ انفرادی واجتماعی دونوں حیثیتوں سے دین کے داعی وسپاہی، معلم ومتعلم راہِ ہدایت کے رہنما وراہی تھے۔ ایک طرف ان کی جماعتیں بے طلبوں میں دین کی طلب وشوق اور کفار میں دعوت وتبلیغ کا فریضہ ادا کررہی تھیں تو دوسری طرف ان کے افراد ووفود دین سیکھنے اور سیکھ کر دوسروں کو سکھانے میں مشغول تھے۔ یہاں تک کہ بقول حافظ ابن حجر فتح مکہ کے بعد یہ حالت ہوگئی تھی: "**ان مکۃ لما فتحت بادر ت العرب باسلامھم فکان کل قبیلۃ ترسل کبراء ھا لیسلمو او یتعلمو او یر جعوا الیٰ قومھم فید عوھم الیٰ الا سلام و یعلمو ھم**" (فتح الباری ج ۱۰ ص ۵۲۵)

http://mujahid.xtgem.com

(فتح مکہ کے بعد تمام عرب نے اسلام کی طرف نہایت تیزی سے قدم بڑھایا۔ ہر قبیلہ اپنے سرداروں کو بھیجتا تھا کہ جا کر اسلام لائیں اور علم حاصل کر کے لوٹیں اور پھر انہیں اسلام کی دعوت دیں اور دینی تعلیم سے روشناس کریں)

مسجد نبویؐ بلکہ مدینۃ النبیؐ مدینۃ العلم والارشاد بن چکا تھا۔ جس کا امی معلمِ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ شب وروز دین کی دعوت واشاعت کی مجلسوں، علم وذکر کے حلقوں اور دین کی اشاعت کی سرگرمیوں، بیرونی وفود کی آمد اور تبلیغی وفود کی رخصتی اور جہد و جہاد کے چرچوں میں مصروف تھا۔ غرض حضرت محمد ﷺ امتِ مبعوثہ کی تربیت میں ہمہ تن مصروف تھے اور امت ان ذمہ داریوں کے سنبھالنے کے لئے ہمہ وقت تیار تھی۔ چنانچہ خیر الامم کے اس پہلے طبقہ (صحابہؓ) نے اپنے شخصی فرائض کی ادائیگی کے ساتھ اپنے فرائض ملی کو اس خوش اسلوبی سے نبھایا کہ زمانہ انگشت بدندان اور انسانیت آئینہ حیرت تھی۔ صحابہؓ کا یہ عالیشان اور بے نظیر کارنامہ پوری امت کے لئے نمونہ، دلیل اور روشنی کا مینار ہے۔

## امت کے دو گروہ:

غرض پوری امت کو دینی ذمہ داریوں سے گرانبار کیا گیا۔ دعوت و تبلیغ کا مقصد و فکر اور پوری انسانیت کی اصلاح کا درد عطا فرمایا گیا اور من حیث الامۃ نبوت کی نیابت کی ذمہ داری کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا۔ تاہم اسلام ایک فطری اور عملی دین ہے وہ خوش کن نظریہ نہیں۔ اس وجہ سے تقسیم کار کے اصول کے پیش نظر امت میں سے ایک جماعت کو خالص اور کلیۃً اسی کام کے لئے چن لیا گیا۔ جس کا کام اور مقصد اور مشغلہ زندگی ہی تعلیم و تعلم، دعوت الی الخیر امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہوگا۔ وہ دیگر مشاغل دنیوی میں مصروف نہیں ہوں گے۔ بلکہ ان کی زندگی نیابتِ نبوت اور پیمبرانہ وظائف کی تبعاً بجا آوری کے لئے وقف ہوگی۔ وہ دین کے علوم میں مہارت تامہ، تفقہ اور بصیرت حاصل کرنے میں پوری محنت و مشقت وکوشش کریں گے اور حصول علم کے بعد اس علم کو عام کرنے اور دعوتِ حق میں ہمہ تن و ہمہ وقت لوجہ اللہ مصروف رہیں گے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیتوں کا منشاء و مقصود ہے۔

(دیکھئے بیضاوی ج ۳ ص ۳۰۰، ابن کثیر ج ۱ ص ۳۲، بحرالمحیط ج ۳ ص ۲۰۰، وتفسیر کبیر ج ۴ ص ۷۶۶)

http://mujahid.xtgem.com

## ۱) علماء اور داعیان حق کا طبقہ:

" ولتكن منكم امة يد عون الى الخير و يامرون بالمعروف و ينهون عن المنكرو اولٰئک هم المفلحون " ( آل عمران۔۱۰۴)

ترجمہ: اور ہو تم میں ایک ایسی جماعت جو خیر ہی کی طرف بلاتی رہا کرے، نیکی کا حکم کرتی رہے اور برائی سے روکتی ہے۔ یہی لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔

" وما كان المؤمنون لينفرو كافة فلو لا نفر من كل فرقة منهم طآئفة ليتفقهو فى الدين و لينذروا قومهم اذا ارجعو ا اليهم لعلهم يحذرون " (التوبہ۔۱۲۲)

ترجمہ: اور مومنوں کو نہ چاہئے کہ سب کے سب (تحصیل علم یا جہاد کے لئے) نکل کھڑے ہوں۔ یہ کیوں نہ ہو کہ ہر گروہ میں سے ایک حصہ نکل کھڑا ہوا کرے تا کہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تا کہ ڈر سنا دیں اپنی قوم کو جب ان کے پاس آویں تا کہ وہ قوم (منہایت الٰہی اور جہل سے بچے اور احتیاط رکھے)۔

پچھلی آیت کے ذیل میں امام رازی لکھتے ہیں " دلت الاية علىٰ انه يجب ان يكون المقصود من التفقه والتعلم دعوة الخلق الى الحق وارشادهم الىٰ الدين القويم و صراط المستقيم لان الاية تدل علىٰ انه تعالىٰ امرهم بالتفقه فى الدين لا جل انهم اذارجعو الىٰ قومهم انذروهم بالدين الحق واولئک يحذرون الجهل والمعصية و يرغبون فى قبول الدين فكل من تفقه و تعلم لهذا الغرض كان علىٰ النهج القويم والصراط المستقيم " (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۵۲۱)

ترجمہ: آیت وجوب پر اس طرح دلالت کرتی ہے کہ تفقہ اور تعلم سے مقصود مخلوق کو حق کی طرف بلانا ہو اور ان کی دین قویم اور سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرنی ہو کہ آیت کا مدلول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین کا حکم اس لئے دیا ہے کہ جب وہ اپنی قوم کی طرف لوٹیں تو انہیں دین حق سے چوکنا کریں اور وہ قوم جہل اور معصیت سے اس ڈرانے سے بچ جائے اور اس میں دین کے قبول کرنے کی رغبت پیدا ہو جائے۔ پس جس شخص نے اس غرض سے تفقہ اور علم حاصل کیا وہ صحیح راہ اور سیدھے راستے پر ہے۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

قاضی بیضادی نے بھی اس مفہوم کو ادا کیا ہے (بیضاوی ج ۲ ص ۳۰۰) یہ طبقہ علماء امت، داعیانِ حق اور مجاہدین فی اللہ کا ہے۔ جو اصلاً انبیاء کے وارث ہیں۔" **العلماء ورثہ الا نبیآء**" حدیث صحیح ہے علامہ ابن قیم نے الوبل الصیب میں لکھا ہے علماء کا وہی طبقہ رسولوں کا حقیقی وارث اور انبیاء کا خلیفہ ہے جو دین کو علمًا وعملاً سنبھالنے والا اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف دعوت دینے والا ہے (الوبل الصیب ص ٧٦) ظاہر ہے، خاصانِ خدا کا یہ گروہ اپنی دینی خدمات وسرگرمیوں کی وجہ سے طلب معاش کے دھندوں میں سرگردان نہیں ہوسکتا۔ وہ انبیاء واصحاب صفہ کی سنت کے مطابق توکلاً علیٰ اللہ بغیر کسی اشراف وسوال کے حسبۃ اللہ خدماتِ دینی میں مصروف رہیگا اور حقیقتاً اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے رزق کا سامان بہم پہنچائے گا۔ اور عالم اسباب میں ملت کے دگر افراد کے ذمہ، ان کی معاشی ضروریات کی بہم رسائی ہوگی۔ اصحاب صفہ ؓ کے متعلق آتا ہے۔ "**للفقرأء الذین احصرو ا فی سبیل اللّٰہ لا یستطیعون ضربا فی الا رض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیمٰھم لا یسئَلون الناس الحافا**" (البقرہ۔۲۷۳)

ترجمہ: خیرات ان حاجت مندوں کا حق ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ (یعنی دین کی خدمت) میں، (اور اسی خدمتِ دین میں مقیداور مشغول رہنے سے) وہ لوگ (طلبِ معاش کے لئے) کہیں ملک میں چلنے پھرنے کا امکان نہیں رکھتے (اور) ناواقف ان کو مالدار خیال کرتا ہے اُن کے سوال سے بچنے کے سبب سے (البتہ) تم اُن لوگوں کو اُن کی ہیئت سے پہچان سکتے ہو (کیونکہ فقرو فاقہ سے چہرے اور بدن میں اضمحال ضرور آجاتا ہے) وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں پھرتے (جس سے کوئی ان کو حاجت مند سمجھے)۔ (معارف القرآن)

مفسرین نے "**لایستطیعون ضربا فی الارض**" کی تفسیر میں تصریح کی ہے کہ یہ اصحاب صفّہ کا گروہ ہے جو قران کی تعلیم وتعلم میں مشغول رہتا تھا اور ہر جہاد و سریہ میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلا کرتا تھا۔ (**یخرجون فی کل سریۃ یبعثھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم**) تجارت ،طلب معاش اور کسب کے لئے فارغ نہیں ہوسکتا تھا" **لایتفرغون للتجارۃ و طلب المعاش والکسب**" (تفسیر خازن ومعالم التنزیل ج ۱ ص ۲۴۸) یعنی

http://mujahid.xtgem.com

"سفراً للتسبب فی طلب المعاش" (ابن کثیر ج ۱ ص ۳۲۴) علامہ ابن قیم نے احصروا کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ " اصل الحصر المنع :. فمنعوا انفسھم من تصرفھا فی اشغال الدنیا و حصر و ھا علیٰ بذلھا اللّٰہ و فی سبیلہ " ( التفسیر القیم ص ۱۷۱) یعنی الحصر کا اصل معنی روکنا ہے یعنی ان لوگوں نے اپنے نفسوں کو دنیاوی اشتغال میں مصروف کرنے سے روک دیا ہے اور اسے صرف اللہ اور اس کے راستے (یعنی خدمات) دینی میں صرف کرنے کے لئے خالص کر لیا ہے ۔مراد یہ کہ علماء کا طبقہ ہر دنیاوی شغل سے بے نیاز ہو کر ہمہ وقت تعلیم و تعلم ،دعوت وارشاد، نفر د تبلیغ اور دیگر خدامت دینی میں مصروف رہے تا کہ پوری امت کی طرف سے دینی ذمہ داری اور اس کے فریضہ منصبی کی ادائیگی کا حق پورا ہوتا رہے۔ گویا عام اصطلاح میں فراغت کے ساتھ علم و دعوت کے لئے وقف ہو جانا فرض کفایہ ہے۔ جو اگر امت کا ایک طبقہ اس طرح ادا کرتا رہے کہ ضروریات دینی کا حق ادا ہوتا رہے تو باقی امت ذمہ داری اور گناہ سے سبکدوش ہو جاتی ہے ورنہ سب گناہگار ہوتے ہیں۔ بہر حال علماء اور داعین حق کا یہ گروہ اسلامی نظام دعوت و ہدایت کا مرکزی نکتہ ومحور ہے۔ یا یوں کہئیے کہ امت کا دل و دماغ ہے جو پوری امت کی شریانوں میں ہدایت کا خون پہنچاتا ہے اور اسے علوم دینیہ سے بہرہ اندوز کرتا رہتا ہے۔ امت کے عالمی تقاضوں کے بقدر اس گروہ کا وجود ضروری ہے۔ بقول شخصے "کرڑوں کو سنبھالنے کے لئے لاکھوں تو ہوں تا کہ امت اجابت کی داخلی تربیت و اصلاح تزکیہ تعلیم کا کما حقہ بندو بست ہو سکے اور امتِ دعوت میں تبلیغ اور اشاعتِ دین کی جملہ ممکنہ صورتیں بروئے کار آسکیں۔ یہاں یہ بات واضح کر دینی ضروری ہے کہ اسلام میں علماء کا طبقہ کوئی موروثی و نسلی گروہ نہیں بلکہ امت کا ہر فرد اپنی محنت و قربانی سے یہ مقام حاصل کر سکتا ہے۔

## ۲۔ عامۃ المسلمین کا طبقہ:

خواص کے اس طبقہ کے علاوہ دوسرا طبقہ عامۃ المسلمین کا ہے جو اپنی معاشی ذمہ داریوں کی وجہ سے کلیتاً دین کے لئے فارغ نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ امت کی انتہائی اکثریت اس طبقہ میں ہوگی جن کا اپنے دیگر مشاغل میں مصروف رہنا معاشی و رفاہی تقاضوں کی بنا پر ضروری ہوگا۔ لیکن اسلام میں نری دنیاداری کا کوئی تصور نہیں۔ اس بنا پر اس طبقہ پر بھی فرض ہے کہ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اپنی

http://mujahid.xtgem.com

اصلاح سے ایک لمحہ غافل نہ ہو۔ ذاتی وشخصی، دینی ومعاشی تقاضوں کا ضروری علم واحکام اور طریقہ سنت کو سیکھتا اور معلوم کرتا رہے کہ

"طلب العلم فریضہ علیٰ کل مسلمٍ" (کنزالعمال ج ۵ ص ۲۳۰)

ترجمہ: (ضروری) علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے)

اپنے علم پر عمل کرے اور اپنے ظاہر وباطن کی اصلاح کی کوشش کرتے ہوئے کثرت سے اپنے علم کے بقدر دین کی دعوت وتبلیغ میں مشغول رہے۔ اس بارے میں نصوص کثرت سے وارد ہیں، نمونۃً کچھ اوپر گزر چکی ہیں۔ اسی طرح اپنی مسئولیتِ خاصہ اور ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنے اہل وعیال، تابعین، ماتحتوں کو منکرات سے روکے اور نیکیوں کی ہدایت کرے۔ ان کی دینی واخلاقی اصلاح کی فکروکوشش اور ان کے معاملات ومعاشرت کی درستگی کے لئے اپنا اثر ورسوخ، اقتدار واختیار پوری ہمت وقوت سے استعمال میں لائے تاکہ اس کے دائرہ اثر میں نیکیاں پھلیں اور برائیوں کا انسداد ہو۔ مزید برآں، اللہ تعالیٰ کی رضا، انبیاء علیھم السلام کی اتباع اپنے منصب ملی کی ادائیگی اور اپنی اصلاح کی نیت سے قریب وبعید جیسے بھی حالات وظروف اجازت دیتے ہوں وفود کی شکل میں یا انفرادی طور پر منہاج نبوت کے مطابق دعوت کے لئے "خروج ونفر، نصرت دینی" عرض کی پیمبرانہ سنت کو پورا کرتا رہے کہ صحابہؓ انفرادی اور وفود کی شکل میں تبلیغ دین اور فروغ ہدایت کے لئے نزدیک ودور باقاعدہ اور ہمیشہ نکلتے رہے ہیں۔ جیسا کہ اہلِ علم سے مخفی نہیں، لیکن اس کے آداب وشرائط ہیں جو اہل علم اور داعیان حق سے علماً وعملاً معلوم ہو سکتے ہیں۔ دین کے علم اور دعوت کے اصول ومبادی تعلیم یا صحبت کے ذریعے سیکھے بغیر ہر دینی کوشش لغزش پا کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لئے ایسی کسی تحریک وکوشش سے پیشتر ایک مرتبہ چار، چھ مہینہ تبلیغ ودعوت کے تجربہ کاروں اور خواص کے ساتھ گزار کر ان کی صحبت میں دعوت کی علمًا وعملاً مشق کر لینی بہت ضروری ہے تاکہ آئندہ اپنے علم وفہم کے مطابق صحیح رخ سے دین کی اپنی استعداد کے بقدر خدمت انجام دے سکے۔ عامۃ الناس کا یہ طبقہ دینی فرائض واعمال، ملی ذمہ داریوں اور تقاضوں سے بَری اور فارغ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ پہلا طبقہ اصل ہے اور یہ طبقہ اس کے جوارح واعضاء کی حیثیت سے اپنی استعداد کے بقدر ان کی رہنمائی میں شخصی اصلاح اور دینی خدمات، امر بالمعروف نہی عن المنکر، دعوت الی اللہ کے فرائض اپنی بساط کے

http://mujahid.xtgem.com

مطابق انجام دیتا رہے گا۔جیسا کہ صحابہ کرام ؓ کا معمول تھا۔پہلا طبقہ کلیۃً خدمتِ دین کے لئے فارغ ہوگا اور یہ طبقہ اپنی معاشی اور کاروباری مصروفیات میں احکامِ شریعت کے مطابق مصروف رہتے ہوئے اپنے اپنے دائرہ میں اپنے علم واستعداد اور صلاحیت کے بقدر دعوت واقامت ونصرت دین کے فرائض کی ادائیگی میں مشغول رہے گا۔علامہ ابن کثیرؒ نے ان دونوں طبقات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ”ولتکن منکم امة “ کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

**” یقول اللّٰه تعالیٰ ولتکن منکم امة منتصبة للقیام با مراللّٰه تعالیٰ فی الدعوة الی الخیر و الامر باالمعروف و النهی عن المنکر و اولئک هم المفلحون ، قال الضحاک هم خاصة الصحابة و خاصة الرواة یعنی المجاهد ین والعلماء والمقصود من هذالایة ان تکون فرقة من هذه الامة متصدیة لهذا الشان وان کان ذلک واجبًا علیٰ کل فرد فرد من الامة بحسبه “** (تفسیر بن کثیر ج ۱ ص ۳۹۰)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کہتا ہے،تم میں سے ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے دعوت الی الخیر،امر بالمعروف ونہی عن منکر کے حکم کی اقامت کے لئے بالکلیہ کھڑے ہونے والا ہوا اور وہی فلاح پانے والا گروہ ہوگا۔ضحاک کا قول ہے یہ خاص صحابہ اور خاص راویوں یعنی مجاہدین وعلماء کا گروہ ہے اور اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ اس امت کا ایک طبقہ بس اسی کام کا ہو رہے گو کہ یہ فرائض امت کے ہر ہر فرد پر اس کی استعداد کے بقدر فرض ہیں۔

## دونوں طبقات کی دینی ذمہ داریاں:

غرض علماء امت پر اصلاً اور عامة المسلمین پر تبعاً علم دین کا حصول،اس پر عمل اور اس کی دعوت اپنے اپنے مقام اور علم کے مطابق لازم ہے۔ہم نے امت کے ان دو طبقات کے متعلق جو عرض کیا۔امام غزالیؒ کی ایک تحریر سے اس کی مزید وضاحت ہو جائے گی:۔

**” اعلم ان کل قاعد فی بیته اینما کان فلیس خالیا فی هذا الزمان عن منکر من حیث التفاعد عن ارشاد الناس و تعلیمهم و حمل علی المعروف فا کثرالناس جاهلون بالشرع فی شروط الصلوٰة فی البلاد فکیف فی القریٰ والبوا دی ومنهم الا**

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

عراب والا کراد و الترکمانیة و سائر اصناف الخلق و واجب ان یکون فی کل مسجد و محلة من البلد فقیه یعلم الناس دینهم و کذا فی کل قریة وواجب علی کل فقیه فرغ من فرض عینه و تفرغ لفرض الکفایة ان یخرج الیٰ من یجاور بلده من اهل السواد ویعلمهم دینهم و فرائض شرعهم . امام العالم فلتقصیره فی الخروج واما الجاهل فلتقصیره فی ترک التعلم و کل عامی عرف شروط الصلوٰة فعلیه ان یعرف غیره والّا فهو شریک فی الاثم ومعلوم ان الانسان لا یولد عالمًا بالشرع وانما التبلیغ علیٰ اهل العلم فکل من تعلم مسئلة واحدة فهو من اهل العلم بها . ولعمری الاثم علی الفقهآء اشد لان قدر هم فیه اظهر و هو بضاعتهم الیق لان المتحرفین لوترکوا حرفتهم لبطلت المعاش فهم قد تقلدو وامرالابد منه فی صلاح الخلق ، وشان الفقیه و حرفته تبلیغ ما بلغه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم و فان العلماء هم ورثة الانبیاء ..ولا یسقط الخرج ما دام یبقی علیٰ درجه الارض جاهل بفرض من فروض دینه وهو قادر علیٰ ان یسعی الیه بنفسه او لغیره فیعلمه فرضه .... ولا یتقدم علیٰ هذا الافرض عین او فرض کفایة هو اهم منه"

(احیاءالعلوم الدین ج ۲ ص ۳۳۶،۳۳۷)

ترجمہ: یہ بات سمجھ لو کہ اس زمانے میں جو شخص جہاں بھی گھر میں بیٹھا ہوا ہے لوگوں کو ارشاد و تعلم اور نیکی پر آمادہ کرنے سے قاصر رہنے کی بنا پر گناہ گار ہے۔ حالت یہ ہے کہ اکثر لوگ شہروں تک میں نماز کی شرعی شرائط سے جاہل ہیں۔ پس اسی سے اندازہ لگائیے کہ دیہات اور صحراؤں اور بدوی، کرد، ترکمان اور دیگر انسانی طبقات کا کیا حال ہوگا۔ شہر کی ہر مسجد و محلّہ میں ایک فقیہہ (یا عالم) کا ہونا واجب ہے جو لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا رہے۔ اسی طرح ہر گاؤں میں بھی ایک عالم کا ہونا واجب ہے اور جو عالم بھی اپنے فرض عین سے فارغ اور فرضِ کفایہ کے لئے فرصت رکھتا ہو اس پر واجب ہے کہ اپنے شہر کے آس پاس کے بستیوں میں جا جا کر لوگوں کو دین کی باتوں اور شریعت کے فرائض کی تعلیم دیتا رہے۔ اس بارے میں عالم کا قصور (ارشاد و تعلیم) کے لئے نہ نکلنا ہے اور عامی کا قصور علم نہ حاصل کرنا ہے اور ہر وہ عامی جو نماز

http://mujahid.xtgem.com

کی شرائط کو جانتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ دوسرے کو بتائے ورنہ وہ بھی گناہ میں شریک ہوگا اور یہ بات معلوم ہے کہ انسان شریعت کا عالم پیدا نہیں ہوتا ہے اور تبلیغ اہل علم پر واجب ہے اور جس شخص نے ایک مسئلہ بھی سیکھا ہے وہ اس مسئلہ کا عالم ہے اور فقہاء (علماء) عدم تبلیغ پر بہت زیادہ گناہگار ہوتے ہیں کیونکہ وہ اس کام کی زیادہ قدرت رکھتے اور اسے بہت اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں۔ دوسرے کاروباری لوگ اگر بالکلیہ اپنے کاموں کو چھوڑ کر اس میں لگ جائیں تو معاشی ابتری پھیل جائے جو انہوں نے اپنی ذمہ لی ہے اور وہ مخلوق کی معاشی درستی کے لئے ناگزیر ہے (اس کے برعکس) عالم یا فقیہ کی تو خاص شان اور پیشہ ہی یہی ہے کہ جو کچھ اسے رسول اللہ ﷺ سے پہنچا ہے اسے دوسروں تک پہنچاتا رہے کہ (یہی وہ کام ہے) جس کی وجہ سے علماء انبیاء کے وارث ہیں اور جب تک روئے زمین پر ایک انسان بھی کسی ایک دینی فرض سے جاہل رہے گا اور عالم کو قدرت ہوگی کہ خود جا کر یا دوسروں کے ذریعہ اس کو بتلائے تب تک وہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہ قرار پائیگا۔ اس کام کی ذمہ داری سے تب ہی سبکدوشی ہو سکتی ہے جب اس کام سے بڑھ کر کسی فرض عین یا اہم واقدم فرض کفایہ میں مشغول ہو۔

MUJAHID.XTGEM.COM

## موجودہ دور میں ہر دو طبقات کیا کر سکتے ہیں؟

آج بھی ان دونوں طبقات کی ہمت و جرأت اور محنت و کوشش دین کی نشأۃ ثانیہ کا سبب بن سکتی ہے۔

ا۔ بحمداللہ تعالیٰ اس وقت عالمِ اسلام میں علماء و مشائخ کی اتنی تعداد موجود ہے کہ اگر وہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہونے کے لحاظ سے صرف طالبین ہی کو علم و مسائل سے آگاہ نہ کریں بلکہ بے طلبوں، ناواقفوں اور بے دین طبقہ میں بھی طرزِ نبوت کے مطابق دعوت و تبلیغ کے فرائض ترتیب و تنظیم، حکمت و شفقت، دردو فکر سے انجام دیں تو پورے عالم میں روحانی انقلاب کی بنیاد ڈالی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے بے مزد و حسبةً **لا اسئلکم علیه اجراً ان اجری الا علی اللّٰه** (بغیر مزدوری کے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے) کے اجماعی نبوی جذبہ کے ساتھ دین کے داعیانہ جذبہ کی ضرورت ہوگی۔ بحمداللہ آج معلمانہ اور مشیخیت کا رخ تو باقی ہے لیکن داعیانہ اور مبلغانہ عزم و ہمت شاذ ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے مدارس اور خانقاہیں طلباء میں تعلیم و تربیت کے ساتھ دعوتی داعیہ کے احیاء کی بھی کوشش کریں کہ علماء کا اتفاق ہے کہ علم

http://mujahid.xtgem.com

کا بڑا مقصد اپنے عمل کے علاوہ تبلیغ وارشاد بھی ہے اس کے لئے طلباء کی ذہنی تربیت اور انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور داعیانِ حق کے دعوتی کارناموں اور مبلغانہ زندگی کا بغور مطالعہ ضروری ہوگا۔ مزید برآں انبیاء علیہم السلام کے اصول دعوت وطرز تبلیغ وارشاد کا علم وعمل لازم ہوگا ضرورت ہے کہ شروع ہی سے طلبہ میں جہد و مشقت اور دعوت کے عملی پہلو کو زندہ کیا جائے ۔ اس سلسلہ میں انفرادی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اہتمام کیا جائے اور دور نبوی ﷺ اور عصر صحابہ ؓ کی طرح جماعتیں بنا بنا کر گرد ونواح میں دعوت وتبلیغ کے لئے اساتذہ کی نگرانی میں بھیجی جائیں کہ نبوی دعوت وتبلیغ کا ایک اہم اصول وغرض نفر (باہر نکلنا) تھا۔ بے طلبوں اور ناواقفوں میں جب یہ طبقہ دین کی بات پہنچائے گا تو اس کے یقیناً دو فائدے مرتب ہوں گے۔ایک تو ان کی اپنی دعوتی مشق ہوگی وہ عوام کے مسائل ان کی دینی تقاضوں سے واقف اور تبلیغ کے عملی پہلو سے آگاہ ہوں گے۔دوسری طرف عامۃ الناس میں دینی شعور بیدار ہوگا۔علماء و طلبہ سے ان کا رابطہ قائم ہوگا اور اسلامی تقاضوں سے آشنا ہوکر دینی زندگی کے گزارنے والے بنیں گے۔ غالباً یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کا طرز دعوت یہی ارشاد ووعظ کا طریقہ اور بے طلبوں میں جاکر دین کی بات پہنچانا تھا۔اس سنت کی ادائیگی سے نہ معلوم کتنے اللہ کے بندے ہدایت سے ہمکنار ہوجائیں گے۔ یہ بات ضروری ہے کہ عمومی دعوت میں مختلف فیہ اور نزاعی مسائل کو نہ چھیڑا جائے بلکہ متفق علیہ باتوں اور بنیادی امور پر اکتفا کی جائے ۔اختلاف کو مخالفت کا رنگ نہ دیا جائے۔انبیاء علیہم السلام کے اصول دعوت کا تتبع واتباع ہر قدم پر ضروری ہے۔

۲۔ عامۃ الناس کے پڑھے لکھے اور ان پڑھ طبقہ کو دین سے آشنا کرنے کے لئے ایک اہم تقاضا مسجد کے مرکزی وتربیتی نظام کا احیاء ہے۔عصر سعادت میں مسجد ہی ہمارا اجتماعی دینی مرکز تھا۔جہاں علم وذکر کے حلقے ،دعوت وتبلیغ کی مجالس ،عبادت وعبودیت کی فضائیں امت کی ذہنی وفکری ،علمی وعملی تربیت کی کفیل ہوتی تھیں ۔ ہر مسجد بیک وقت مدرسہ بھی تھی ،خانقاہ بھی تھی ،دارالتربیۃ بھی تھی ،دارالدعوۃ بھی تھی ، ضرورت ہے کہ مسجدوں میں ہمارا اہل فکر طبقہ تعلیم وتدریس ،دعوت وتبلیغ کا نظم کرے جو جاننے والے ہیں ، وہ ناواقفوں کو سکھائیں۔ جو ناواقف ہیں وہ علم والوں سے استفادہ کریں ۔ جو مسجد میں نہیں آتے انہیں ترغیب وتشویق سے مساجد میں لایا جائے۔ دین کی اہمیت عبادات کا وزن ، اعمال کی قیمت ، اخلاق کی

http://mujahid.xtgem.com

پاکیزگی، معاملات کی صفائی معاشرت کی درستگی بتائی جائے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے دینی تقاضوں، دعوت وتبلیغ اور امت کے فریضۂ منصبی کی ادائیگی کے لئے ایثار وقربانی معاشرہ کی اصلاح اور امت کی فلاح کے لئے متفکر کیا جائے ۔ ہر مسجد اپنے محلّہ اور پھر قرب ونواح کے علاقے میں دعوت وتبلیغ وامر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے رہی ہو۔غرض مسلمان بننے اور بنانے کے جوشرعی حکیمانہ ومعقول طریقے ہوں ۔ان کے سمجھنے سمجھانے اور عام کرنے اور اسے وظیفہ زندگی بنانے کے لئے پوری سعی کی جائے تا کہ امت پھر سے اپنے کو پہچانے اور حضرت محمد ﷺ کے اعمال ودعوت کو اپنا کر حیات تازہ سے سرفراز ہو۔کیا قیامت ہے کہ وہ داعی امت جو اس قدر عظیم ذمہ داریوں سے گرانبار ہے، اپنے مقصد کو بھلا کر، اپنے فرائض منصبی ووظائف ملی سے غافل ہوکر دنیا کے سفلی تقاضوں میں ایسی الجھی کہ داعی کے بجائے مدعو اور امام ومتبوع سے تابع اور مقتدی بن کر رہ گئی۔

ے رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے
کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے

## موجودہ دینی انحطاط اور اس کا بڑا سبب:

موجودہ دور میں ملتِ اسلامیہ پورے عالم میں جس دینی انحطاط واضمحلال کا شکار ہے اس کی مثال پوری تاریخ اسلامی میں نہیں ملتی

ے متاع دین ودانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خونریز ہے ساقی

امت جب زندہ تھی اور اپنے فرائض منصبی دعوت الیٰ اللہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ہدایت رسانی خلق کی ادائیگی میں مصروف ومشغول تھی۔ دیگر اقوام وملل، اسلام کی حقانیت اور داعیانِ حق کے اخلاق واعمال سے متاثر ہوکر جوق درجوق اور گروہ درگروہ اسلام میں داخل ہوتی تھیں اور ''**یدخلون فی دین الله افواجا**'' کا منظر پیش کرتی تھیں۔ان کا تازہ خون امت کی رگوں میں دوڑتا تھا اور یہ لافانی اور جاودانی امت حیات تازہ پاتی تھی۔ بارہا سیاسی فاتحین کو امت کے داعیانہ مزاج اور تبلیغی جہد وہمت اور روحانی تصرفات ومزایا نے مفتوح اور دین کا خادم بنادیا جس کی سب سے نمایاں اور مشہور مثال تاتاری

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

ومنگول ہیں۔ جو دولِ اسلامیہ اور خلافتِ عباسیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے کچھ عرصہ بعد اسلام کے دعیانہ اثر سے مسلمان ہوتے ہیں۔ اور ترکانِ عثمانی اور ترکانِ تیموری کے نام سے پانچ سو سال تک اسلام اور مسلمانوں کا پرچم بلند رکھتے ہیں۔

جب سے امت کا دعوتی اور ملی شیرازہ بکھرا اور امت اپنے منصب اور اس سے پیدا شدہ تقاضوں اور مسائل کو بھلا بیٹھی اور اپنے آپ کو دنیا کی عام اقوام کی طرح ایک قوم سمجھنے لگی اس کے شاہوں اور حکمرانوں نے تاج دباج وخراج کو مقصود گردانا، علماء و مشائخ نے عزلت نشینی اور مخصوص حلقوں میں تعلیم اور طالبین کی اصلاح پر اکتفا کر لی۔ عام امت نے غفلت و قعود کو شعار بنا لیا۔ امت بانجھ ہوگئی اقوام کا داخلہ اسلام میں من حیث الجماعۃ بند ہوگیا بلکہ پوری امت پر مردنی چھا گئی۔ مسلمان یقینی عقائد میں تزلزل اور کردار و اعمال کی خرابی کا شکار ہوگئے۔ کہ امت کا نفسِ ناطقہ، اس کا ایمانی شعور، اس کا دینی ذمہ داری کا احساس اور اس کا داعیانہ حاسہ تھا۔ جس کی پژمردگی نے اس باغ کو مرجھا کر رکھ دیا

ے آہ! سینہ اش بے سوز و جانش بے خروش
او سرافیل است و صور او خموش

ترجمہ: آہ! اس کا سینہ سوز سے خالی اور جان جوش سے عاری ہے۔ یہ اسرافیل ہے لیکن اس کی صور اور بانسری خاموش ہے۔

امت کی اس غفلت و کوتاہی اور فرض ناشناسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورا عالم اسلامی قیادت و امامت ، الٰہی رہنمائی اور نبوی تعلیمات سے محروم ہوگیا اور انسان کی عقلی، ذہنی، روحانی و مادی قیادت، خدا ناآشنا، آخرت فراموش، روح ناشناس، بے یقین، مردہ دل، دنیا طلب، مادہ پرست مغربی اقوام کے ہاتھ میں آگئی۔

ع ہم تو رخصت ہوئے اوروں نے سنبھالی دنیا

اور پورا عالم دینی ہدایات و برکات کے نور و اثرات سے خالی اور مادیت اور خدا فراموشی کی ظلمت سے شب تاریک بن کر رہ گیا۔

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

## امت کا سب سے اہم و اقدم مسئلہ:

اس وقت امت کے لئے سب سے اقدم و اہم مسئلہ اس کے دینی شعور، داعیانہ مزاج، تبلیغی حاسہ، ایمانی حمیت وغیرت، اسلامی فکر اور مغیبات حقہ پر یقین کے احیاء کا ہے تا کہ پھر سے مسلمانوں میں امت مبعوثہ کی حیثیت سے اپنے فرائض منصبی اور مفوضہ وظائف کی ادائیگی کا داعیہ و تقاضا زندہ و بیدار ہو جائے اور صحابہ کی طرح امت ایمان و یقین، اعمالِ صالحہ و اخلاقِ فاضلہ سے مزین ہو کر نیابت نبوتؐ اور ہدایت رسانی خلق کی ذمہ داری کو پورا کر سکے۔ اگر امت دعوت الی الخیر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فرائض کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہے تو اس کی بعثت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور وہ اپنی امتیازی حیثیت سے محروم ہو جاتی ہے۔ امیر المومنین عمر فاروقؓ کا ارشاد اس بارے میں قول فیصل ہے۔ آپ نے چند " **دعاۃ** " (دین کی دعوت دینے والے) کو حج کے موقع پر دیکھا۔ آپ نے آیت " **کنتم خیر امة اخرجت للناس** " پڑھی اور ارشاد فرمایا " **من سرہ ان ایکون من ھذہ الامة فلیؤد شرط اللّٰہ فیھا** " (ابن کثیر ج ۱ ص ۳۹۶) یعنی جو شخص پسند کرتا کہ اس خیر الامم میں سے ہو تو اسے اس کی شرائط کو پورا کرنا چاہئیے۔ یعنی اسے امر بالمعروف نہی عن المنکر و ایمان باللہ کی صفات سے متصف ہونا چاہئیے۔ غور کیجئے جب سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ تک کو کہا جاتا ہے " **یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ** " (المائدہ۔۶۷) ترجمہ:۔ اے رسول ﷺ پہنچا دے، جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچا دیا۔ اس کا پیغام (رسالت) گویا تبلیغ و رسالت کو مرادف قرار دیا۔ اگر امتِ محمدیہ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گی تو یقیناً اس غفلت پر اپنی خاص حیثیت کھو دے گی اور نصرت الٰہی، سرفرازی و فلاح کے ان وعدوں سے محروم ہو جائے گی جو اس منصب کی وجہ سے اس کے ساتھ کئے گئے تھے۔

آج امت کے نظریہ اساسی میں جو عموماً بگاڑ آ گیا ہے اور اپنے مقصد حیات کو بھول چکی ہے۔ اس کی احیاء کے لئے پھر سے امت کو نبی پاک ﷺ کے طریقۂ دعوت و تربیت اور نظام صلاح و اصلاح کو اپنانا ہوگا۔ جس کے کچھ اجمالی اشارے گزر چکے، کہ مزاج و طریقۂ نبوت قوام ملت ہے، کتاب اللہ نہ صرف کتاب ہدایت ہے بلکہ صحیفہ نظام ہدایت اور طریقۂ دعوت بھی ہے۔ قرآن نہ صرف دعوت ہے بلکہ

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

طرزِ دعوت بھی سکھاتا ہے۔اسی طرح اسوۂ نبویہ ﷺ نہ صرف امت کے لئے نمونۂ ہدایت ہے بلکہ آپ کا طرزِ دعوت وتربیت بھی تا قیام الساعۃ ہدایت رسانی خلق کا افضل واکمل، احسن واعلیٰ اور موثر ترین طریقہ ہے۔امت آج جس بے یقینی، غفلت، غلط روی اور بے عملی بلکہ بدعملی کا شکار ہوچکی ہے۔اس کا علاج اپنی اصلاح کے ساتھ دعوت وتبلیغ، احیاءِ دین کے لئے جہد و جہاد، محنت وکشش، ایثار وقربانی کے وہی عزائم و اعمال ہیں جن کا نقش حضور پاک ﷺ اور آپ کی رہنمائی میں صحابہ کرام ؓ نے ابتدائی اسلام میں عالم پر مرتسم کیا ہے

؎ وہی دیرینہ بیماری وہی نامحکمی دل کی
علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی

امت اگر زندگی چاہتی ہے تو اسے پھر سے اسی داعیانہ جذبہ کو ہر قربانی کے باوجود زندہ کرنا ہوگا۔حالاتِ حاضرہ پر قناعت موت ہے۔

؎ تا کجا بے غیرت دیں زیستن
اے مسلمان مردن است ایں زیستن

اے کہ می نازی بہ قرآنِ عظیم — تا کجا در حجرہ می باشی مقیم
در جہاں اسرارِ دیں را فاش کن — نکتۂ شرح مبیں را فاش کن

ترجمہ: کب تک دین کی غیرت کے بغیر جینا ہے؟ اے مسلمان! ایسا جینا تو مرنا ہے۔اے وہ شخص! کہ قرآنِ عظیم پر فخر کرتا ہے کب تک کمرے میں بیٹھا رہے گا؟ دنیا میں دین کے راز کو کھول اور دینِ مبین کی تشریح کے نکتے کو فاش کر۔

امت کا سوادِ اعظم، جہالت، غفلت، دینی تعلیم سے محرومی، نئی تعلیم یا دیگر عوامل کی بنا پر دین سے بیگانہ ہوتا جارہا ہے اور جس طرح امت اپنی معاشرت وتمدن تہذیب وتمدن وشعائر سے دور ہوتی جارہی ہے اور جس طرح اسلامی اخلاق ومعاملات مٹ رہے ہیں، عبادات تک میں بے اعتنائی عام ہوچکی ہے، امہات عقائد تک میں تزلزل آگیا ہے اور جس طرح دنیا طلبی، دین سے بے رغبتی، الحاد ودہریت، غفلت وبدعملی امت پر اپنا سایہ ڈالتی چلی جاتی ہے، اگر امت نے کمال چابک دستی، سبک رفتاری، بلندی ہمتی،

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

عزم راسخ سے اپنی جملہ استعدادوں، توانائیوں، ظاہری وباطنی مادی اورروحانی قوتوں کوحفاظت دین اعلاء کلمۃ اللہ اوردعوت وتبلیغ، افرادامت کی شخصی واجتماعی اصلاح کی طرف مرکوز نہ کیا تو خاکم بدہن اندیشہ ہے کہ العیاذ باللہ اسلام کی نام لیوا موجودہ امت مٹا کر نہ رکھدی جائے اور یہ امانت دوسروں کے سپرد نہ کردی جائے۔ (اللھم احفظنا)

## دوسرا اہم مسئلہ فتنہ مغرب کا مقابلہ:

عصرِ حاضر کا دوسرا سب سے اہم مسئلہ جس سے امت طوعاً وکرہاً دوچار ہے۔ فتنہ مغرب ہے جس کی ہلاکت آفرینیوں نے پوری امت کو انتہائی خطرناک آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے۔ (۱) آج مغرب کا سیاسی وذہنی اقتدار وسیادت (Leadership) پورے عالم پر محیط ہے مشکل یہ ہے کہ مغربی افکار وعقائد، علوم وفنون، تہذیب تمدن، سیاست ومعاشرت، اقتصادیات ومعاشیات، غرض انسانی زندگی کے ہر پہلو اور اس سے متعلقہ علم کی بنیاد زری مادیت اور ظواہر پر ہے۔ یہاں تک کہ نام نہاد مغربی روحانی اور مابعد الطبیعاتی افکار وتصورات بھی مادی آلائشوں سے پاک نہیں، بلکہ انہیں کا ثمرہ ونتیجہ ہیں۔ روحانی اقدار اور غیبی قویٰ سے انکار عصر حاضر کا خاصہ وامتیاز ہے۔

؎ عصر ما وارفتہ آب و گل است
اہل حق را مشکل اندر مشکل بہت

ترجمہ: ہمارا دور حد سے نکلا ہوا ہے جس کی وجہ سے اہلِ حق کو مشکل ہی مشکل درپیش ہیں۔

تاریخ انسانی نے اس سے پیشتر شاید ہی مادیت کا ایسا غلبہ واستیلاء وترقی جگمگاہٹ دیکھی ہو۔ اشتراکیت نے تو کھلے بندوں، ”لاسلاطین“ کی نفی کے ساتھ ”لاکلیسا“ و ”لاالٰہ“ کا منفی نعرہ بلند کرکے مغربی لادینی مزاج کا اظہار اورروحانی اقدار سے انکار کرہی دیا ہے بقول اقبال :

؎ کردہ ام اندر مقاماتش نگہ　　لاسلاطین، لاکلیسا، لاالٰہ

ترجمہ: میں نے اس مغربی نظام کے بارے میں غور کیا۔ یہ نظام تو نہ بادشاہ ہے، نہ کلیسا ہے، نہ خدا ہے کا نعرہ بلند کررہا ہے۔

لیکن جو اقوام مسیحیت کا دم بھرتی ہیں ان کی حالات دیکھ کر حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف

http://mujahid.xtgem.com

منسوب یہ قول یاد آجاتا ہے۔ ''یہ امت ہونٹوں سے تو میری تعظیم کرتی ہے لیکن ان کے دل مجھ سے دور ہیں اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں کیونکہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔'' (انجیل مرقس۔۷۔۸)

مغرب کے اس مادی و ملحدانہ مزاج کی بناپر وہ تمام علوم وفنون جنہوں نے ان کے دل ودماغ سے فروغ پایا، اپنے اندر مادیت والحاد اور لادینیت کے اثرات کو سموئے ہوئے ہیں۔ وہ معاشی علوم وفنون جن کے بعض دنیاوی افادی پہلوؤں سے انکار نہیں، وہ بھی ان کریہہ اور مہلک اثرات سے نہیں بچ سکے اور '' **اثمھما اکبر من نفعھما** ''(ان کے نقصان ان کے فائدوں سے بڑے ہیں) کے مصداق ہیں۔

نکتہ ہائے گفت او آمیختہ ۔۔۔ در جلابِ قند زہرِ ریختہ

ہاں مشو مغرور زاں گفتِ نکو ۔۔۔ زانکہ باشد صد بدی درزیر او (رومیؒ)

ترجمہ: اس کی کہی ہوئی باتوں میں ملاوٹ ہے، اس کے میٹھے جلاب میں زہر ڈلا ہوا ہے، اس کی اچھی باتوں سے دھوکہ نہ کھا کیونکہ ان کے نیچے سو برائیاں پڑی ہوئی ہیں۔

ظاہر ہے جو تہذیب وتمدن ان لادینی وملحدانہ نظریات پر استوار ہوگا اس کی رگ و پے میں بے دینی، آخرت فراموشی، خدا بیزاری سرایت کئے ہوئے ہوگی۔ نتیجۃً اس تہذیب وتمدن کا جس قدر فروغ ہوگا، لادینی افکار ونظریات پھلیں گے۔ ایمانی حقائق و بصائر سے اعراض، آخرت فراموشی اور '' **رضــــو ابالحیوٰ ۃ الدنیا واطمأنوابھا** ''(راضی ہو جاؤ دنیا کی زندگانی پر اور پالو اسی سے اطمینان) کی حالت کا چلن ہوگا۔ چنانچہ عالمگیر فتنۂ مغرب کی ہمہ گیری نے اس منظر کو ایک نا قابل انکار حقیقت بنادیا ہے۔ اور امتِ مسلمہ کو ایک انتہائی نازک وتشویشناک حالت سے دوچار کردیا ہے۔

## فتنۂ مغرب اور اسلام ومسلمان:

اسلام ہی وقت کا الٰہی وآسمانی دین ہے جس کے سپرد قیامت تک ہدایتِ خلق کا دائمی پیام و سامان ہے۔ اس بنا پر مغرب وجاہلیت حاضرہ کا معرکہ ومقابلہ اسلام ہی سے ہے کہ دوسرے آسمانی مذاہب وایمان اپنا وقت پورا کر چکے اور منسوخ ہو چکے۔ اس لئے ان سے اصلاً مقابلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مزید برآں دیگر مذاہب تحریف وتغیر کے عادی ہیں لیکن اسلام جیسا لافانی اور جاودانی دین کسی قطع و

http://mujahid.xtgem.com

برید( کاٹ چھانٹ ) کو برداشت نہیں کرسکتا۔اس سانحہ کا سب سے اندوہناک پہلو یہ ہے کہ امتِ مسلمہ خود ان جاہلی علوم ونظریات کی زد میں ہے۔اس وقت امتِ مرحومہ کا کوئی حصہ،خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں بستا ہو کفر والحاد،زندقہ ودہریت اور مادہ پرستی کی ان مسموم (زہریلی) ہواؤں سے محفوظ نہیں (عرب وشام عراق واُردن،ترکیہ وایران اور پاکستان وغیرہ مسلم ممالک اوران کی حالت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں )مسلم ممالک جس طرح مغربی افکار ومعاشرت،تہذیب وتمدن کا شکار ہورہے ہیں،اصحاب فکر ونظر سے پوشیدہ نہیں۔اشتراکی ممالک میں مسلمانوں کی جو حالت ہے اس کا کچھ نظارہ یوگوسلاویہ میں دیکھا تھا۔کیا کہوں

دیدۂ دل سے خون بہہ نکلا ٹوٹے دیکھے ہیں چند پیمانے

غرض پورا عالمِ اسلام فتنۂ مغرب سے ایک عالمگیر وہمہ گیراور دورس نتائج کے حامل ابتلا(آزمائش) میں گرفتار ہے۔ والیٰ اللہ المشتکی۔

درعجم گردیدم وہم درعرب مصطفٰے نایاب وارزاں بولہب

ترجمہ:میں عجم میں بھی پھرا اور عرب میں بھی پھرا،مصطفٰی کو نایاب اور ابولہب کو ارزاں پایا۔

بقول حضرت سیدالملۃ سلیمان الندوی قدسرّہٗ "تعلیم جدید کی نئی آب وہوا نے تفرنج وفرنگی مآبی کا وہ زہر پھیلا دیا ہے جس سے دین،عقائد واعمال کی ہر چیز پر مردنی چھا گئی ہے۔اور جہاں دین کا کچھ خیال زندہ بھی ہے،شکوک وشبہات کی کثرت اورشدت نے اس پر عرصہ حیات تنگ کردیا ہے۔یورپ کے تمدن اور سیاست کی نقالی ہماری اسلامی سلطنتوں کا فخر ہے۔ ہمارے دارالسلطنتوں کے سامنے پیرس کے خاکے ہیں،ہماری خواتین کے سامنے انگلستان وفرانس کی عریانی ورنگینی وبے حجابی ہے، ہمارے نوجوانوں کی نگاہوں میں رقص،سرود اور ظاہری پوشاک ووضع وطرز ماندوبود میں فرنگی مآبی زندگی کی کامیابی کا سب سے اعلیٰ تخیل ہے۔علم وفن پر غور کیجئے تو ہماری قدیم تعلیم اب تک یونان کی تقویم پارینہ کی پرستش میں اور تعلیم جدید یورپین ضلالت وگمراہی کے خیال کی عکاسی میں مصروف ہے اور سوائے تقلید ونقالی کے کوئی مجتہدانہ تصور ہمارے سامنے نہیں ہے۔ ہمارے سامنے جب اعلیٰ تمدن اور اعلیٰ سلطنت داری کا تخیل آتا ہے تو یورپ کی ایک ایک سلطنت اپنی پوری ہوش ربائی اور باطل آرائی کے ساتھ ہمارے سامنے آجاتی

http://mujahid.xtgem.com

ہے اور یہ حقیقت ہمارے سامنے سے گم ہو جاتی ہے کہ اسلام کا تصور سیاست اور تصور تمدن اور تصور علم وفن اپنا خاص ہے۔ اسی کو دوبارہ پیدا کرنا اور دنیا کے سامنے لانا ہماری قومی وملی غرض وغایت ہے۔

## مسلمانوں کے ایک طبقے پر مغربی اثرات:

بڑی مشکل یہ ہے کہ مغربی مادی سطوت وشوکت، طبیعاتی دسترس، اس کے تہذیب وتمدن کی ظاہری رونق وچمک دمک نے امت کے کثیر تعلیم یافتہ، ذہین اور صاحبِ اقتدار طبقہ کو اس طرح مسحور اور ازخود رفتہ کر دیا ہے کہ وہ مغرب ہی کو معیارِ حق وباطل سمجھنے لگا ہے اور خیر وشر، حسن وقبح، نیکی وبدی، جائز وناجائز کے الٰہی واسلامی احکام ونظریات سے بے پروا ہو کر یورپ کی تقلیدِ جامد میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے۔ یہ خودفراموشی اور مغرب زدگی امت کے وجود وبقا کے لئے تاریخ کا سب سے عظیم خطرہ بنی چلی جا رہی ہے۔ موجودہ عصری علوم کی تابانی نے الٰہی علوم کی حقیقت ومنزلت گم کر کے رکھ دی ہے۔ آج ہمارے فکر وادراک کی جولانیوں، ہماری ذہنی وفکری کاوشوں اور قلبی اذعان وایقان کا سرمایہ واثاثہ بھی عصرِ نو کے علوم انسانیہ ہیں جنہیں ہم نے حقائق مطلقہ اور یقینیات کا درجہ دے دیا ہے اور ان پر ہمارا ایمان واعتماد اس طرح راسخ ہو چکا ہے کہ ہر علم وخبر جو ہمارے ان مفروضہ حقائق ویقینیات کے خلاف ہو ہم اس کے انکار کے درپے ہو جاتے ہیں۔

## عصرِ حاضر کے لادینی علوم کا مقابلہ:

اس لئے دینی محاذ پر سب سے پہلی ضرورت ان مفروضہ علمی حقائق ویقینیات کا تجزیہ ہے۔ بتایا جائے کہ ان علوم کا اکثر حصہ محض ظن وتخمین، قیاسات اور اوہام پر مبنی ہے اور علوم انسانی کا وہ حصہ جسے تاریخی تواتر اور متوارث تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر یقینیات کا درجہ دے دیا گیا ہے وہ بھی ہر آن تغیر وتبدل کا محل، اوچھا اور اشیاء کی اصل حقیقت جاننے سے قاصر ہے۔ (خواص اشیاء کا جاننا اور بات ہے اور حقیقت اشیاء کا جاننا اور) اس بنا پر ایمانی حقائق اور دینی مسلمات کا مدار ان ظنوں وقیاسات پر نہیں رکھا جا سکتا۔ ضرورت ہے کہ الٰہی علم کے محکم یقینی لامحدود اور پائیدار ہونے کو ثابت کیا جائے اور انسانی علوم پر اس کی فوقیت بتائی جائے۔ اور ان علوم کے اس حصہ کی تنقید وابطال کیا جائے جو الٰہی یقینی علوم سے ٹکراتے ہیں۔ اس سلسلہ میں

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

یہ بات واضح کر دینی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ انسان ظنی علوم کے صرف اسی حصہ کی نشاندہی اور رد ضروری ہے جو دینی حقائق سے ٹکراتا ہے۔ ورنہ جو حصہ دین سے نفیاً یا اثباتاً مخالف نہیں اس کے در پے ہونا سعی لا حاصل ہے۔ غرض ایک طرف انسانی علوم کے ارتقاء کی تاریخ، ان کا تجزیہ، ان کا ظنی ہونا اور الٰہیات کے بارے میں اس کی نارسائی اور بیچارگی اور انسانی مسائل کے حل کرنے میں اس کی ناکامی کو واضح کیا جائے۔ تو دوسری طرف الٰہی علوم کی حقیقت و اہمیت، انسانوں کی رہنمائی کے لئے اس کی ضرورت، اس کا یقینی اور غیر متبدل ہونا اور انسانی مسائل کا صحیح و دائمی حل انہیں سے ثابت کیا جائے۔ الٰہیات کے بارے میں عصر نو کی بے بصری انسانی کمالات و جواہرِ اصلیہ کی ناشناسی اور اس کے ضیاع کی کوششوں کی نشاندہی کی جائے اور یہ بات واضح کر دی جائے کہ صنعتِ اشیاء کا اپنا میدان ہے اور انسانی جواہرات کے چمکنے کا دوسرا محل ہے۔ آج مادہ و اشیاء بن رہی ہیں اور انسان، انسان کی حیثیت سے مٹتا چلا جا رہا ہے۔ انسان کائنات کے ظواہر کی تسخیر میں کسی مقام پر پہنچ جائے، اس کا علم الٰہیات کے حقائق اور سچائیوں کے جاننے سے قاصر رہے گا کہ یہ علوم و حقائق حریمِ نبوت کے دائرے و حدود سے باہر کسی پر نہیں کھولے جاتے۔ جیسے بصارت سے محروم شخص کسی چیز کی رویت سے محروم رہتا ہے، اسی طرح نبوی بصیرت ہی پر الٰہیات کا باب کھولا جاتا ہے اور پھر دنیا میں جسے ملتا ہے انہیں کے واسطے سے ملتا ہے۔ بہر حال مقصد یہ ہے کہ موجودہ علوم و فنون کی تابانی کی بنا پر نبوی علوم کا انکار، الٰہی حقائق کا ابطال، عقائد دینیہ کا رد، ناواقفیت، جہالت، تقبیح ناشناسی اور خود اس علم کا بے محل استعمال ناانصافی اور ظلم و زیادتی ہے۔ ان علوم کا دائرہ الٰہی اور دینی علوم سے جداگانہ و علیحدہ ہے۔ اگر ان انسانی علوم کی رسائی الٰہی حقائق، غیبی و روحانی رموز و دقائق، دینی صداقتوں اور نبوی علوم تک کسی صورت میں بھی ہو سکتی اور انسان پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت اور الٰہیات کے دیگر مسائل اس کی عقلی و تجرباتی قیاسی اور ظنی کوششوں سے کھل سکتے تو انبیاء کی بعثت کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ نبوت موہبت و اجتبا ہے، کسب و تجربہ عقل و ظن کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اس لئے دنیاوی علم و فہم ''تجربہ و عقل'' کے آسمانوں پر اڑنے والے اور سورج اور چاند پر رسائی پانے والے اذہان ''الٰہیات کی دنیا'' اور معرفت و عرفان کے عالم میں اندھے اور بہرے ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے نہ سمجھنے کی بنا پر ایک اچھا خاصہ طبقہ دینی حقائق اور الٰہی صداقتوں کے بارے میں مذبذب اور شک و ریب میں مبتلا ہو گیا

http://mujahid.xtgem.com

ہے۔ضرورت ہے کہ طبیعات والٰہیات کے دوائر اور انسانی اور نبوی علوم کی حدود کو متعین کیا جائے۔آج بھی موجودہ علوم وسائنس کے ماہرین کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا وہ قول صادق آتا ہے جو قدیم طبیعین وفلاسفہ کے متعلق انہوں نے کہا تھا۔

”لعم لهم فى الطبيعات كلام غالبه جيد وهو كلام كثير واسع . ولهم عقول عرفوا بها ذلك وهم قد يقصدون الحق لا يظهر عليهم العناد و لكنهم جهال به ” العلم الالهى “ الى الغاية ليس عندهم الا قليل كثير الخطاء “ (کتاب الرد علی المنطقین ص ۱۴۳)

ترجمہ: فلاسفہ وطبیعین کا طبیعات کے بارے میں جو کلام ہے اس کا غالب حصہ عمدہ ہے اور یہ کلام کثیر وسیع ہے۔ان کی عقلوں نے ان علوم کو جانا ہے اور وہ اس بارے میں حق کا قصد کرنے والے ہیں اور عناد ظاہر نہیں کرتے لیکن علم الٰہی کے بارے میں غایت درجہ جاہل ہیں اور ان کے پاس علوم الٰہیہ کا بہت ہی قلیل اغلاط سے بھر پور حصہ ہے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں توسفر کرنہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کرنہ سکا

## تجدیدِ ایمان ویقین:

دانش حاضر کے فریب نے دین وایمان کے نور کو جس طرح سلب یا مضمحل کردیا ہے۔اس کے علاج ومداوا کے لئے سب سے اہم واقدم ضرورت ایمانیات کی تجدید ورسوخ کی ہے۔ایمان ویقین کی ضرورت واہمیت،اس کی قیمت ووقعت،اس کی حقیقت وافادیت،اس کے حصول کے طرق وذرائع کے تعین وترتیب کو نئے طرز سے واضح ومبرہن کرنا ہے۔قرآن کریم واحادیث نبویہ کے ان گوشوں کو سامنے لانا ہے جو تجدید ایمان کی اس کوشش میں عصرِ حاضر کے تقاضوں کے لئے ضروری ولابدی ہیں۔

## دینی معیاری لٹریچر کی ضرورت:

http://mujahid.xtgem.com

تجدید ایمان و یقین کی اس کوشش میں جتنا بھی سنجیدہ اور معیاری لٹریچر انگریزی، عربی، اردو وغیرہ میں مرتب کیا جائے اور جدید طبقہ میں پھیلایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نفع سے خالی نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ذہنی سطح کے مختلف مدارج اور دین و ایمان کے تفاوت اور الحاد و ارتیاب کی متفرق منازل اور دگر معلوم وجوہ کی بنا پر اس قسم کی کتابوں میں کم و کیف، مغز و پوست کے لئے ہر لحاظ سے تنوع لازمی ہے تاہم ایک بات سب میں مشترک ہونی چاہئے، وہ ایمان و یقین کا احیاء، حقائق دینیہ، مغیبات اور اسلام کے ابدی ہونے پر غیرت متزلزل عقیدہ کا پیدا کرنا ہے۔ یہ کتب ذات باری تعالیٰ کی ذات وصفات کے اثبات اور اسلامی نظریہ توحید و رسالت امت کی بعثت کی اہمیت سے لے کر معاد، حیات بعد الموت و دیگر امہات عقائد تک اور آسمانی مذاہب وادیان کی عمومی ضرورت اور ان میں اسلام کی فوقیت سے لے کر وحی و نبوت کی حقیقت وغیرہ صدہا مضامین پر مشتمل ہوسکتی ہیں۔ حجم کے لحاظ سے بڑی چھوٹی اور منجھولی کتابوں میں ان حقائق کو مختلف صورتوں اور طریقوں سے بیان کیا جائے کہ حق و یقین کی یہ صدا ہر ایک کان تک پہنچ جائے۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ مغرب کی عمومی استیلاء، اور معاشی ضروریات نے ان علوم و فنون کا حصول ایک حد تک ناگزیر کر دیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس طرح ان علوم کے منفعت والے پہلوؤں سے فائدہ اٹھایا جائے اور مفسد اثرات سے بچنے کی کیا صورتیں اختیار کی جائیں ”**خذ ما صفا و دع ما کدر**“ مجھ جیسے ہر مبتدی کا کام نہیں، بلکہ بقول مولانا رومؒ

؎ مرغ پرنارستہ چوں پرّاں شود  طعمہ ہر گربہ دراں شود

ترجمہ: جس پرندے کے پر ابھی نہ نکلے ہوں، وہ جب اُڑنا شروع کرتا ہے تو ہر پھاڑنے والی بلی کا لقمہ بن جاتا ہے۔

مزید براں ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ آج صرف طبعی علوم کی مختلف شاخوں یا دگر علوم ہی کو اخذ کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ علوم کے حصول سے پیشتر اپنی تہذیب و تمدن، ثقافت و شعائر یہاں تک کہ عبادات و اخلاق طرز ماند و بود تک کو خیر باد کہہ دیا جاتا ہے۔ اسلام محض عقائد یا چند تعبدی رسوم کا نام نہیں۔ بلکہ اپنی خاص تہذیب و معاشرت اور طریقہ حیات بھی رکھتا ہے جو زندگی کے جزو کل پر حاوی ہے۔ جب معاشرت و تہذیب، اخلاق و ثقافت چھوڑ دی جاتی ہے تو اس کے ساتھ زندگی کی بے شمار اسلامی

http://mujahid.xtgem.com

حقیقتیں بھی گم ہو جاتی ہیں۔ بہر حال ان تمام حقائق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے امت کو ایک عظیم اور ہمہ جہتی لائحہ عمل اختیار کرنا ہے کہ نئی پود، جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور امت کا ذہین گروہ اسلام ہی کی رونق اور قوت کا سبب بنے اور ہمیں یہ نہ کہنا پڑے۔

غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشہ کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

ترجمہ: اے غنی! کنعان کے بوڑھے (یعقوب علیہ السلام) کے تاریک دنوں کا تماشہ کر کہ ان کی آنکھوں کا نور (یوسف علیہ السلام) زلیخا کی آنکھوں کو روشن کر رہا ہے۔

## نظام تعلیم میں اصلاح کی ضرورت:

اس سلسلہ میں پہلا قدم اسلامی ممالک میں نظامِ تعلیم میں بنیادی تبدیلی کا ہے۔ ہمارے نظامِ تعلیم کی خشت اول اور بنیادی نقطہ امت میں دین کے بقا، دینی زندگی کے احیاء اور عالم میں دین کی اشاعت وفروغ ہونا چاہئے اور اس کے ساتھ دوسرے عمرانی، معاشی اور طبیعاتی علوم اس نہج سے پڑھائے جائیں کہ وہ علوم ہماری اسلامی زندگی پر مضر اثرات نہ ڈال سکیں۔ ہم ان علوم کو اسلام کا خادم اور مسلمانوں کی دنیاوی معیشت کا مددگار سمجھ کر حاصل کریں نہ کہ وہ ہماری زندگی کا مقصد اور نصب العین اس طرح بن جائیں کہ ان کی غلط طلب میں دین کا چشمۂ حیات ہی ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جائے اور ذریعہ کے حصول میں مقصد ہی ہاتھ سے جاتا رہے۔

اس کے لئے ہمیں ابتدائی جماعتوں سے لے کر بی۔اے تک اسلامی تعلیم ہر طالب علم کے لئے ایک مضمون کے طور پر لازمی قرار دینی ہوگی اور محض ضابطہ اور اشک شوئی کے لئے دینیات کا مضمون نہیں پڑھانا ہوگا بلکہ جملہ علوم میں اسے ممتاز اور نمایاں حیثیت دینی ہوگی۔ اس کی اہمیت وفوقیت کو واضح کرنا ہوگا کہ اگر ہم اپنی آئندہ نسلوں کو اسلام پر قائم رکھنا چاہتے ہیں تو اس کے سوا چارہ کار نہیں

http://mujahid.xtgem.com

گر تو می خواہی مسلمان زیستن

نیست ممکن جز بقرآن زیستن

ترجمہ: اگر تم مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہو تو قرآن کے بغیر مسلمان زندہ رہنا ممکن نہیں ہے۔

دینیات کا نصاب اس طرح مرتب کیا جائے کہ تمام ضروری اسلامی علوم سے ایک گونہ واقفیت حاصل ہو جائے اور اگر کوئی شخص بعد میں ان علوم کی کسی شاخ میں تکمیل و مہارت حاصل کرنا چاہے تو آسانی سے کر سکے۔ ذریعہ تعلیم پانچویں تک ملکی زبان ہو اور اس کے بعد عربی کو اس طرح شریک نصاب کیا جائے کہ فوقانی جماعتوں تک پہنچتے ہوئے عربی زبان میں دینیات کی کتابیں پڑھی جا سکیں۔ تفصیلات کا یہ مقام نہیں۔ ماہرین تعلیم و علماء مناسب نصاب تعلیم، طریق کار اور لائحہ عمل بنا سکتے ہیں۔ جہاں مسلمان محکوم ہیں وہاں مساجد و مکاتب کا منظّم نظام اس کمی کو پورا کر سکتا ہے۔

## اسلامی تربیتی دارالاقامے (Hostels):

تعلیم کے ساتھ دوسری اہم بات تربیت ہے۔ صحیح اسلامی تربیت کے فقدان اور اسلامی معاشرہ کے اضمحلال نے امت کے کثیر طبقہ کو دین سے بیگانہ کر دیا ہے۔ تربیت کے لئے صحیح اسلامی ماحول و معاشرہ پیدا کرنا امت کا فریضہ ہے۔ جدید طبقہ کے لئے اس کمی کو دارالاقاموں کے قیام سے ایک حد تک دور کیا جا سکتا ہے۔ جن کالجوں، سکولوں یا یونیورسٹیوں میں اقامتی و رہائشی سہولیات ہیں وہ اس سے پورہ فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان ہاسٹلوں میں رہنے والے طلبہ کو اسلامی ذہن و عمل، دین کا درد و فکر رکھنے والے سنجیدہ و متین شفیق اساتذہ کی نگرانی میں رکھا جائے۔ طلبہ کو ان کی درسی کتابوں کے مطالعہ اور اپنے خاص مضمون کی تیاری کے علاوہ باقی اوقات میں ایسے مشاغل میں مصروف رکھا جائے جو ان کی جسمانی و علمی نشو و نما کے ساتھ ان کی روحانی اور اسلامی زندگی بنانے میں مدد و معاون ہوں۔ طلبہ کی دینی تعلیم و تربیت کا کما حقہ بندوبست کیا جائے۔ ان کے افعال و اعمال کی نگہداشت کی جائے۔ ان میں ہر قدم پر اسلام کی عظمت کا احساس، دینی شعور، دینی دعوت کا قوی داعیہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ کم از کم اسلامی فرائض و واجبات کی پابندی لازمی قرار دی جائے۔ اس سلسلہ میں جبر و اکراہ کی بجائے رأفت و

http://mujahid.xtgem.com

MUJAHID.XTGEM.COM

شفقت، محبت ورحمت کی راہ اختیار کی جائے اور نبوی طرز کے مطابق ترغیب وتشویق سے اعمال دینی کی رغبت پیدا کی جائے اور حکیمانہ ترہیب وتنذیر پر برائیوں کی نفرت پیدا کرائی جائے۔ ان میں امت کے فریضۂ منصبی کی اہمیت اوراس کی ادائیگی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے تبلیغ ودعوت کی مجالس اوراس کی عملی مشق کی ہمت افزائی کی جائے۔ ہوسکے تو چھٹیوں کے اوقات میں دیہات میں دینی دعوت کے لئے جماعتیں بنا بنا کر بھیجی جائیں (جیسا کہ آجکل سوشل ورک کے لئے طلبہ جاتے ہیں) اور وہ دین کی ابتدائی اور بنیادی متفق علیہ باتوں ہی کی دعوت دیں۔ اختلافی اور مشکل مسائل کا تذکرہ نہ کریں۔ دعوت سے ان کی اپنی تربیت بھی ہوگی۔ اور جن دیہات میں جائیں گے۔ ان کی اصلاح کی بھی انشاء اللہ صورتیں پیدا ہوں گی۔ اگر امت ان تجاویز کو حکمت ودانائی، ہمت وجرأت، محنت واستقامت سے اپنانے کوشش کرے تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ونصرت بے دینی والحاد کے موجودہ سیلاب کوروک دے۔ اورنئ پود الحادو ارتداد سے بچ سکے۔ اصحاب فکرودرد اس بارے میں اس سے اچھی تجاویز پیش کرسکتے ہیں۔ مقصود اصلاح ہے۔ اللہ تعالیٰ امت کی اس فتنۂ عظیم میں مدد فرمائے، اور ہمیں اس سیلاب کے رخ کو ہدایت کی طرف پھیردینے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

## عیسائی مشنریوں کا خطرہ اوراسکا علاج:

یہاں ضمناً ایک دوسرے خطرے کی طرف بھی اشارہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں مسیحیت دینی حیثیت سے اپنی تمام قوت وکشش وحقانیت کھوچکی ہے۔ لیکن مغربی استعمار واستیلا کے زیر سایہ آج عیسائی مشنری اسلامی ممالک میں تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں کے ذریعہ سادہ لوح جاہل مسلمان عوام کو جس طرح بہکانے کی کوشش کررہی ہیں وہ ایک اندوہناک المیہ اور ملت کی بے حسی کا ثبوت ہے۔ مشنری مفلوک الحال اور مصیبت زدہ طبقات میں اپنی دعوت مالی امداد اور دیگر دنیاوی لالچوں کے ذریعے پھیلاتے ہیں۔ ہیچمدان نے اردن میں فلسطینی مہاجرین میں اور مشرقی بنگال کے سیلاب زدہ لوگوں میں ان کے انہیں طریقوں کو دیکھا ہے۔ ہسپتالوں میں ان کی ظاہری خوش خلقی اور خدمت کے پیچھے یہی گھناؤنا مقصد کام کر رہا ہوتا ہے۔ مشنری تعلیمی ادارے ہمارے معصوم بچوں کے ذہنوں کو جس طرح مسموم کرتے ہیں اور امت کے اندر ''ایک غیر ملکی ذہن'' والا طبقہ پیدا کرتے ہیں کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ ہمارا مطالبہ صرف اتنا ہے کہ

http://mujahid.xtgem.com

اگر وہ اسلامی ممالک کی امداد کرنا چاہتے ہیں تو ہسپتال تعلیمی ادارے اور امداد کی دوسری صورتیں وہ ملک کی حکومت کے حوالہ کر دیں اور یہ قومی تحویل میں کام کریں اور یہ امداد سرکاری ذرائع سے تقسیم ہو۔ پھر اگر وہ اپنی دعوت و تبلیغ میں مصروف بھی رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

## غیر ممالک میں دعوت کے تقاضے:

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام انسانیت کے لئے قیامت تک کے لئے نبی اور رسول بن کر آئے۔ آپ کی رسالت عام ہے اور آپ کا پیام دائمی اور اسوہ لافانی اور امت جاودانی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی عمومی رسالت کے پیش نظر ابتدا ہی سے صرف اہلیان مکہ کو اپنا مخاطب نہیں بنایا کہ وہ ایمان لے آئیں اور ان کی اصلاح تام ہو جائے تو دیگر قبیلوں کو دعوت دی جائے۔ بلکہ معلوم ہے کہ آپ مواسم حج میں میلوں میں بغیر قریش کے ایمان کا انتظار کئے ہوئے دوسرے قبائل کو بھی دین کی طرف بلاتے تھے۔ تفصیلات سیرت و کتب حدیث و تاریخ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔

**"قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بمکۃ بعرض نفسہ علیٰ قبائل العرب قبیلۃ قبیلۃ فی الموسم مایجد احداً الا نصار لما اسعدھم اللّٰہ وسا ق لھم من الکرامۃ فاووا وانصروا فجزاھم اللّٰہ عن بینھم خیر ا"** (کنز العمال ج ۷ ص ۱۳۴ بحوالہ النبد ار وحسنہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ موسمِ حج میں قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ پر اپنے آپ کو پیش کرتے تھے لیکن کوئی آپ کی بات کو قبول نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ انصار کا یہ قبیلہ اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ اس خوش بختی کے لئے جو اللہ نے انہیں دی اور کرامت و عزت جو انہیں عطا کی گئی۔ پس انہوں نے ٹھکانا دیا (نبی پاک ﷺ کو) اور دین کی مدد کی۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نبی ﷺ کی طرف سے جزائے خیر دے۔

ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں بھی مسند احمد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ **"کان النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم یعرض نفسہ علی الناس بالموقف"** (ج ۳ ص ۱۷۶) صلح حدیبیہ کے بعد جب ملک میں کچھ سکون ہوا تو نبی پاک ﷺ نے تمام عالم میں حق کی آواز پہنچانے کے لئے مختلف

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

بادشاہوں کو دعوتی خطوط قاصدوں کے ہاتھ روانہ فرمائے۔ مسلم نے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنی وفات سے پیشتر کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر ایک سرکش بادشاہ کو خط لکھے اور انہیں دین کی دعوت دی۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۴ ص ۲۶۲) ان واقعات کے نقل کرنے سے مقصود ہے کہ حضور پاک ﷺ کے اس نمونہ سے یہ بات واضح ہو جائے کہ کسی ملک کی اصلاح تام کے بغیر بھی دوسرے ممالک کو دعوت دینا سنت ہے۔ ممکن ہے کوئی خوش بخت قوم و ملک انصار مدینہ کی طرح دین کو قبول کر لے۔ اور اس غربت کے وقت میں دین کی حامل و داعی، خادم و نصرت کرنے والی بن کر پورے عالم میں ہدایت کا سبب بن جائے۔ اس وقت مسلمانوں کے لئے پورے عالم میں دعوت کے مواقع کم و بیش ہر جگہ موجود ہیں ضرورت ہمت و عزم، تنظیم و نظم، قربانی اور ایثار کی ہے۔ اگر آج امت کا داعیانہ جذبہ زندہ ہوتا تو مسلمان پورے عالم کو ہدایت و ایمان کی سلسبیل سے سیراب کر سکتے تھے۔ مسلمانوں کا ایک مسلسل منطقہ انڈونیشیا و ملایا سے مشرقی پاکستان تک پھر مغربی پاکستان و افغانستان سے لے کر مراکش و بربر و الجزائر تک پھیلا ہوا ہے۔ متفرق قلیل و کثیر آبادیاں یا افراد ہر ملک میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ہر جگہ اپنے مقصد کو بھولے ہوئے۔ اپنے کام و پیام سے نا آشنا! "**فیاخیبة المسعی و یاغربة الاسلام**" یہاں تک کہ صرف برطانیہ میں کم و بیش ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان آباد ہیں، صرف پیرس میں پانچ ہزار مسلمان ہیں، اسی طرح یورپ کے دیگر ممالک خصوصًا بلقانی ریاستوں میں بھی مسلمان کسی نہ کسی تعداد میں موجود ہیں۔ امریکہ، ویسٹ انڈیز، فلپائن، کوریا وغیرہ میں مختلف آبادیاں ہیں۔ روس کا چار کروڑ مسلمان اپنی حقیقت کو گم کر چکا اور چین کے پانچ کروڑ مسلمانوں کی آواز سوائے وہاں کے سرکاری ذرائع کے سننے میں نہیں آتی۔ کاش! یہ لوگ اسلام کا نمونہ درد و دعوتِ دینی کا جذبہ رکھنے والے ہوتے تو آج نہ معلوم کتنے لوگ اسلام کے آغوش میں آ چکے ہوتے۔ ضرورت ہے کہ موجودہ نسلی مسلمانوں کے اندر اقامت دین، اسلام پر عمل، اخلاق محمدیہ کے اتباع، تعلق مع اللہ اور دعوت و تبلیغ کا جذبہ پیدا کیا جائے تاکہ وہ اسلام کا نمونہ بن کر عالم کو الٰہی ہدایات، نبوی تعلیمات سے بہرہ مند کر سکیں اور اقوام عالم اسلام کے دامن میں دائمی امن و چین کی دولت پا سکیں۔

اس وقت مذاہب کے لحاظ سے ہمارا مقابلہ عیسائیت سے ہے۔ بدھ مت، ہندو دھرم اور شنتو ازم اپنی دعوتی حیثیت کھو چکے ہیں۔ صرف عیسائی مذہب اپنے پیغمبر علیہ السلام کی صریح ہدایات کے علیٰ

http://mujahid.xtgem.com

الرغم ایک منظّم عالمی تبلیغی مذہب ہے جو مغربی استعمار اور تمدن وتہذیب کے زیر سایہ اپنے بعید الفہم عقیدہ کو پسماندہ اقوام میں پھیلا رہا ہے۔ بدھ مت عصرِ حاضرہ کے ذہن کو اس لئے اپیل نہیں کرتا کہ وہاں نجات و دین ترک دنیا و تعطل میں ہے جو عملاً تاریخ کے مشغول ترین عہد میں اقوام کی اکثریت کے لئے ناممکن ہے۔ جاپان کے سرکاری مذہب شنتوازم کے قدم جاپان کی عالمگیر جنگ کی شکست کے بعد جاپان میں متزلزل ہو چکے۔ بہرحال ان مذاہب سے تبلیغ و دعوت کے دوران میں واسطہ پڑنا ناگزیر ہے۔ اس لئے غیر مسلم ممالک میں دعوت کا کام کرنے والے حضرات کو مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ ادیان باطلہ کی تردید اور اسلام کی اشاعت کی نیت سے کرنا چاہیئے۔

نسلی اعتبار سے آج افریقہ کا وہ حصہ جہاں اسلام کے قدم نہیں پہنچے، عیسائی مشنریوں کے نرغے میں ہے۔ حالانکہ اسلام کی سادگی اور فطرتی کشش کی بناپر افریقہ اسلام کی دعوت کا مرکز بن سکتا ہے۔ اسی طرح امریکہ کے کالے باشندے جو سفید قوموں کے امتیازی سلوک کی بناپر اسلام کے قریب آچکے ہیں، صحیح اسلامی دعوت وتبلیغ کے بعد اسلام کے آغوش میں آسکتے ہیں لیکن امریکہ میں سیاہ فام طبقہ میں تبلیغ اس رخ سے ہو کہ کالے اور گورے کی منافرت ختم کر دی جائے کہ اسلام طبقاتی ولونی، نسلی وقومی امتیازات کا قائل نہیں۔ بلکہ اسلامی روح ان امتیازات سے تنفر کرتی ہے۔ جاپان، کوریا اور مشرق بعید کے باشندے گوناگوں اسباب کی بناء پر کسی معتدل اور دین ودنیا کے جامع مذہب کی تلاش میں ہیں۔ کاش! مسلمان ان کی اس تلاش وجستجو کا جواب دیتے۔ لاطینی امریکہ، آسٹریلیا وغیرہ کئی ممالک ہیں جہاں ابھی کان اس حق کی آواز سے تقریباً ناآشنا ہیں۔ ضرورت ہے کہ امت اپنی ذمہ داری کو پہچانے اور ملک در ملک اقلیم در اقلیم ” **یا یھا الناس قولو الا الٰہ الا اللّٰہ تفلحوا** “ (کنزالعمال ج ۶ ص ۳۰۲ بحوالہ ابن ابی شیبہ نیزج ۶ ص ۳۰۳ بحوالہ ابن عساکر) ترجمہ:۔ (اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ (بطریق رسالت محمد ﷺ دل سے مانتے ہوئے) اقرار کرلو تاکہ پورے کامیاب ہو جاؤ) کی نبوی آواز اور قرآن کریم کا پیام

” **یاٰیھاالناس قد جآء کم الرسول باالحق من ربکم فاٰمنوا خیر لکم** “ (النسآء۔ ۱۷۰)

ترجمہ:۔ (اے لوگوں! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے اس کا خاص رسول (محمد ﷺ) حق کے ساتھ آیا ہے۔ پس ایمان لاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا)

http://mujahid.xtgem.com

”قد جآء کم من اللہ نور و کتب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام و یخرجھم من الظلمٰت الی النور باذنہ ویھدیھم الیٰ صراط مستقیم “

(المائدہ۔۱۵،۱۶)

ترجمہ: تحقیق آئی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرنے والی، ہدایت کرتا ہے ساتھ اس کے اللہ اس شخص کو کہ پیروی کرتا ہے، رضا مندی اس کی، راہیں سلامتی کی اور نکالتا ہے ان تاریکیوں سے روشنی کی طرف ساتھ اپنے حکم کے، اور ہدایت کرتا ہے ان کو طرف راہ سیدھی کے۔

پہنچاتے رہیں، اور اس کے لئے اپنے اندر نا قابل تسخیر عزم و ولولہ، ہمت و جذبہ پیدا کرلیں جو انبیاء علیہم السلام کا اور داعیان حق کا ہمیشہ سے شیوہ رہا ہے اور اپنی قوم پوری استعدادوں اور قویٰ کو کام میں لا کر یہ الٰہی امانت دنیا کے ایک ایک قریہ، ایک ایک بستی، ایک ایک گاؤں اور محلّہ تک پہنچائے تا کہ اللہ کی حجت بندوں پر پوری ہو، خوش بخت دین کی دولت سے مالا مال ہوں اور دنیا انسانی خود ساختہ ظالمانہ نظامہائے حیات کے چنگل سے نکل کر خدائی احکام کے عادلانہ طریقہ حیات کو اپنا کر سکھ اور چین کی زندگی گزار سکے اور خدائی رضا اور ہمیشہ کی جنت کے سزاوار قرار دی جائے۔

MUJAHID.XTGEM.COM

## مبلغین کی تربیت اور ان کے اوصاف:

اس بارے میں پہلا مسئلہ مبلغین کی تربیت کا مسئلہ ہے۔ بقول حضرت الشیخ علامہ سید سلیمان ندوی قدس سرہ ” ضرورت یہ ہے کہ داعی اپنے علم و عمل، فکر و نظر، طریق دعوت اور ذوق و حال میں انبیاء علیہم السلام اور خصوصًا محمد رسول اللہ ﷺ سے ایک خاص مناسبت رکھتا ہو۔ حب لِلّٰہ بغض فی اللہ، رافت ورحمت بالمسلمین اور مشفقت علی الخلق اس کی دعوت کا محرک ہو، اور انبیاء علیہم السلام کے بار بار دھرائے ہوئے اصول کے مطابق سوائے اجرِ الٰہی کی طلب کے کوئی مقصود نہ ہو۔” ان اجری الا علیٰ اللہ “ اور اس کی طلب کی ایسی دھن ہو کہ جاہ و منصب، مال و دولت، عزت و شہرت اور نام و نمود اور ذاتی آرام و سائش کا کوئی خیال راہ میں مانع نہ ہو۔ اس کا بیٹھنا، اٹھنا، بولنا، چلنا، غرض اس کی زندگی کی ہر جنبش و حرکت اسی ایک سمت میں سمٹ کر رہ جائے۔” ان صلوتی و نسکی و محیا ی ومماتی للّٰہ رب العٰلمین “ حاصل یہ ہے کہ امتِ محمدیہ کے مزاج کے مطابق یہ ضروری ہے کہ داعی اور دعوت اور طریق

http://mujahid.xtgem.com

دعوت تینوں چیزیں ٹھیک ٹھیک طریق نبوت اور اسوۂ نبوت کے مطابق ہوں۔ داعی خود بھی قلباً اور قالباً داعی اول محمد رسول اللہ ﷺ سے نسبت رکھتا ہو۔ جس حد تک یہ نسبت قوی ہوگی دعوت میں تاثیر اور کشش پیدا ہوگی۔ پھر ضروری ہے کہ دعوت وہی ہو یعنی خالص اسلام اور ایمان اور عمل صالح کی دعوت ہو۔ پھر دعوت کا طریق بھی وہی اختیار کیا جائے جو داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار فرمایا تھا۔ جس حد تک ان تینوں امور میں عہدِ رسالت و نبوت کے ساتھ قرب و مناسبت جتنی زیادہ ہوگی، اتنی ہی زیادہ دعوت کی قوت میں تاثیر اور دعوت کے دائرہ میں وسعت پیدا ہوگی اور راہ کی ضلالت سے حفاظت اور صراط مستقیم کی طرف رہبری کی طاقت میں اضافہ ہوگا۔ " (مقدمہ سوانح مولانا الیاسؒ، سید سلیمان ندویؒ) تبلیغ و مبلغین کی تربیت کا مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ کاش مسلمان ادارے، ملکی وسیاسی و جماعتی و دیگر اختلاف کو پس پشت ڈال کر دین کی اس خدمت کے لئے متفقہ طور پر کمربستہ ہو جاتے۔ ضرورت ہے کہ مستقل علمی و تعلیمی اداروں کی طرح مستقل تبلیغی اداروں کو قائم کیا جائے۔ مرکزیت کے لحاظ سے ان اداروں کا بہترین مرکز ہماری مساجد ہو سکتی ہیں۔

## مستقل تبلیغی اداروں کی ضرورت:

مبلغین کی تربیت میں امت کے مزاج وقوام اور منہاج نبوت، نبوی اصول دعوت و تبلیغ کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ اسلام یہودیت و عیسائیت کے خود تراشیدہ طرق کی نقل سے فروغ نہیں پا سکتا۔ حضور پاک ﷺ دعوت واصولِ دعوت و طریقۂ دعوت سب کچھ بتا کر گئے۔ مبلغین کی تعلیم کے ساتھ ان کی تربیت اور عملی مشق و مہارت کا اہتمام اور اہل دل حضرات کی صحبت سب سے زیادہ ضروری ہے اور اس کام کے لئے وہی لوگ منتخب کئے جائیں جو اخلاص و ایثار سے اپنے کو اس بلند مقصد کے لئے وقف کرنے کو تیار ہوں اور اس راہ کی مشقتوں کو قربِ حق اور ترقی درجات کا ذریعہ سمجھیں۔ جن کا مقصود محض رضائے الٰہی آخرت کی فلاح، اتباع نبوت، اپنی اصلاح اور دین کا فروغ ہو اور ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اسی کام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے کو تیار ہوں۔ داعیانِ حق کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ کسی باطل تأثر کو قبول نہ کریں اور نہ کسی ایسی مفاہمت اور مداہنت پر غیر مسلم ممالک میں راضی ہوں جو ان کی دعوت اور کام کو نقصان پہنچاتی ہو۔ تبلیغ کرنے والوں کے لئے ان علاقوں کی زبانوں کا سیکھنا بھی ایک حد تک

http://mujahid.xtgem.com

ضروری ہے وہاں کے رسم و رواج سے واقفیت اور ان کے مذاہب سے آگاہی دعوت میں مفید ہے۔ مبلغین کے لئے سب سے کارگر اسلحہ ان کا اپنا اخلاق و کردار للّٰہیت اور مقصد سے والہانہ وابستگی ہے۔ صحابہ کرام ؓ کے پاس قرآن واسوۂ نبوی کی دعوت جس کا وہ خود سراپا نمونہ تھے، تیسری چیز نہ تھی۔ گویا داعی سراپا دعوت میں ڈوبا ہو، دعوت اس کا قال نہ ہو، حال ہو، تبلیغ اس کے دکھے دل کی پکار اور اس کے سوختہ قلب کی آہ بن چکی ہو۔ جس قدر دعوت میں گہراؤ ہوگا دعوت کا اثر عمیق و وسیع ہوگا۔ دینی دعوت دلوں کو مخاطب کرتی ہے اور دل بغیر دل سے نکلی ہوئی بات کے متاثر نہیں ہوتے۔ یہ چیز محض پروپیگنڈے یا ضابطہ کے طریقوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اہلِ دل حضرات کی صحبتوں سے میسر آتی ہے۔ امت کا چہاردہ صدسالہ دعوت کا دفتر اس دعویٰ کی شہادت ہے کہ دین انہیں طبقات سے پھیلا جو آرائش ظاہر کے ساتھ جمال باطن سے بھی آراستہ تھے۔ جن کا عمل ان کے قول کی تصدیق کرتا تھا اور جن کا عمل اخلاص وللّٰہیت کی آب حیات سے زندگی پاتا تھا۔ اسلام نے انہیں شاہسواروں کی کوششوں سے فروغ پایا جو راتیں مصلیٰ پر گزارتے تھے اور دن گھوڑے کی پیٹھ پر۔ تاریخ ان کے متعلق گواہی دیتی ہے۔ **ھم رھبان اللیل وفرسان النھار**، سستی وقعود، تساہل وبے ہمتی ان مردانِ حق کا شیوہ نہیں ہوتی۔

غرض تربیت کے بارے میں دعوت وتبلیغ کے ان جملہ خط وخال اور طریقۂ کار کو سامنے رکھنا ہوگا جو آئینہ نبوی اور طریقۂ صحابہ میں نظر آتا ہے۔ ان تبلیغی وتربیتی اداروں کا قیام جس قدر عمق وحقیقت کے ساتھ ہوگا اور مبلغین کی تعداد سے زیادہ ان کی کیفیت وعملی زندگی پر نظر رکھی جائے گی، نتائج بہتر برآمد ہوں گے۔ ایسے ادارے تمام ممالک اسلامیہ میں ضروری ہیں، بلکہ فقیر کی رائے میں تو ہمارا ہر ہر دارالعلوم بذاتِ خود دارالتبلیغ و دارالتربیت ہو۔ اگر ہمارے علمی مراکز وقت کے دینی مطالبات وضروریات کو پورا نہیں کرسکتے تو ان کی افادیت پر حرف آسکتا ہے بقولِ اقبال

یہ حکمتِ ملکوتی یہ علم لاہوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

بحمداللہ تعالیٰ اسلامی ممالک میں دارالعلوم دیوبند، جامعہ ازہر، جامعہ زیتون، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں دینی مدارس اب بھی موجود ہیں جو اگر اشتراک وتعاون سے عالمی

http://mujahid.xtgem.com

تبلیغ کا کوئی لائحہ عمل تیار کریں اور مبلغین کی تربیت کا بندوبست کریں اور دوسرے مسلمانوں کی مدد سے ان کے تربیت وحکمت کے ساتھ مختلف ممالک میں بھیجنے کا انتظام وانصرام کریں تو ایک حد تک اس فرضِ کفایہ سے امت سبکدوش ہوسکتی ہے۔ غیر مسلم ممالک میں بھی اہم مقامات اور خاص ناکوں پر مستقل تبلیغی مراکز کا قیام ضروری ہے۔ جہاں مقامی باشندوں کی دینی واسلامی اور دعوتی تعلیم وتربیت کا بندوبست ہو، تاکہ ہر علاقے کے لوگ خود اپنے علاقوں کی دینی ضروریات کے خود کفیل ہوسکیں۔ مبلغین کی تربیت کے علاوہ ایک اہم ومستقل کام اسلامی لٹریچر کی تیاری، فراہمی اور اشاعت کا ہے۔

## اسلامی دعوتی لٹریچر کی ضرورت:

غیر مسلموں کے مختلف طبقات کے لئے مختلف زبانوں میں مختلف لوگوں کی ذہنی سطح کا خیال رکھتے ہوئے کتابیں مرتب کرنی ہونگی۔ قرآن کریم اور سیرت نبویہ کے علاوہ اسلامی عقائد، عبادات، اخلاق ومعاملات اور معاشرت کو مختلف طریقوں سے پیش کرنا ہوگا۔ مختلف مذاہب وممالک کے ذہن کا خیال رکھتے ہوئے، مابہ الاشتراک کا لحاظ کرتے ہوئے اسلام کا پیام بے کم وکاست پیش کرنا ہوگا۔ عیسائی ممالک میں (شمالی امریکہ وجنوبی امریکہ، یورپ آسٹریلیا وغیرہ) کے لئے جو کتابیں تیار کی جائیں، ان میں عیسائیت اور اسلام کی مشترکہ چیزوں کو نمایاں، حضور ﷺ کی بے داغ زندگی، اسلامی اخلاق کی فوقیت رحم وکرم، حبِ الٰہی، انسانی حقوق مساوات وعدل وغیرہ کے عنوانات اور اسلام کی عملیت اور کامیاب زندگی کی ذیلی سرخیوں کو اجاگر کرنا ہوگا۔ متعصب پادریوں اور مستشرقین نے جو زہر پھیلا رکھا ہے ان کا تریاق بغیر اعتراضات کی نقل یا تعریض واشارہ کے مثبت ومؤثر پیرایہ میں کرنا ہوگا۔ لادین دہریہ حضرات کے لئے قرآنی حکیمانہ طرز، داعیین کی للّٰہیت وقربانی، ایثار واخلاق محمدیؐ حق کا دروازہ کھلوائے گا۔ اشتراکی ممالک کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ وہاں اولاً قدیم مسلمانوں میں احیاءِ دین کی کوشش کرنی ہوگی اور اس کے بعد دوسرے طبقات کو دعوت دی جائے گی۔ اسی طرح دعوت کی فطرتی ترتیب اور **الاھم فالاھم** کے اصول کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ للّٰہیت واخلاص محبت وبشارت، سہولت وشفقت پیمبرانہ دلسوزی وجگر کادی، جان سپاری وجان نثاری دعوت کی کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔

http://mujahid.xtgem.com

## کفر واسلام کا فیصلہ کن معرکہ اور اسلام کا مسلمانوں سے مطالبہ:

اسلامی کا اپنے فرزندوں سے مطالبہ ہے کہ آگے بڑھیں اور ظلم و باطل ، الحاد و دہریت ، خدانا شناسی و مادیت سے کچلی ہوئی انسانیت کو عدل وانصاف ، ہدایت وحق پرستی ایمان وروحانیت معرفت و یقین کا پیام پہنچائیں۔اور نسلی ولونی ، وطنی وملکی ، معاشی ونظریاتی فرقوں اور طبقات میں بٹی ہوئی دنیا کو، خدائے واحد کی بندگی ، انسانی عدل ومساوات ، محبت و پیار کا آخری سندیسہ سنائیں تا کہ دنیا ملتِ واحدہ بن کر رحمۃ للعٰلمین ﷺ کے سراپا رحمت دین سے مشرف ہوسکے

بیا تا گل بافشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم وطرح نو دراندازیم
شراب ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم
نسیم عطر گرداں را شکر در مجمر اندازیم (اقبالؔ)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امتِ مبعوثہ کو توفیق بخشے کہ وہ کمالِ ایمان اور دینی رنگ میں نکھر کر اپنے دعوتی فریضہ کو انجام دے سکے اور عالم کو اسلامی ہدایت ونور، دینی سکون وچین اور دنیاوی عدل ومساوات کا پیام پہنچا سکے۔

**واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین . اللھم صل و سلم وبارک علی النبی المزکی الامین والہ وصحابہ واتباعہ الیٰ یوم الدین .**

وقت عصر پانچ بجے بتاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۶۴ء (۱۱ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ)

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

# کتابیات

(۱) قرآن کریم

(۲) تفسیر ابن کثیر : علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر

(۳) تفسیر کبیر : امام فخر الدین رازی

(۴) احکام القرآن : امام ابو بکر جصاص رازی حنفی۔ اثیر الدین محمد بن یوسف

(۵) البحر المحیط : علامہ ابن حیان الاندلسی

(۶) تفسیر خازن : علامہ ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی

(۷) تفسیر انوار التنزیل : قاضی ابو سعید عبداللہ بن عمر بیضاوی

(۸) معالم التنزیل : امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی

(۹) التفسیر القیم : علامہ ابن قیم الجوزی

(۱۰) صحیح بخاری : امام محمد بن اسمٰعیل البخاری

(۱۱) سنن ابو داؤد : امام داؤد۔ سلیمان بن لاشعث السجستانی

(۱۲) صحیح مسلم : امام مسلم

(۱۳) جامع ترمذی : امام ابو عیسٰی ترمذی

(۱۴) ابن ماجہ : امام ابن ماجہؒ

(۱۵) مشکوٰۃ المصابیح : ولی الدین محمد التبریزیؒ

(۱۶) کنز العمال : علامہ شیخ علی متقیؒ

(۱۷) زاد المعاد : امام بن قیم الجوزیؒ

(۱۸) الوابل الصیب : امام بن قیم الجوزیؒ

MUJAHID.XTGEM.COM
http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(۱۹) فتح الباری : حافظ ابن حجر العسقلانیؒ

(۲۰) احیاء العلوم الدین : امام غزالیؒ

(۲۱) کتاب الرد علی المنطقین : امام ابن تیمیہؒ

(۲۲) اسد الغابہ : علامہ ابن ایثر الجزریؒ

(۲۳) تاریخ البدایۃ والنہایۃ : امام ابن کثیرؒ

(۲۴) حجۃ البالغہ : شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ

(۲۵) مقدمہ سوانح مولانا محمد الیاس : علامہ سید سلیمان ندویؒ

(۲۶) مقدمہ جامع المجددین ؛ علامہ سید سلیمان ندویؒ

(۲۷) انجیل : مرقس

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

MUJAHID.
XTGEM.COM

WWW.MUJAHID.XTGEM.COM

MUJAHID.
XTGEM.COM